اورصرف اسی بات پر زور لگا تا رہا کہ انبیاء کو طاغوت نہیں کہنا چاہیے لیکن یہ اس کو یہ کہنے کی جرأت اور توفیق نہ ہوئی کہ وہ اپنی کتاب میں یہ لکھ دیتا کہ ایسا لفظ بولنا گستاخی ہے اور انبیاء کرام کی شان میں گستاخی کفر ہے۔ بلکہ ترمذی کے شیخ الاسلام اور اُس کے استاد محترم حسین احمد مدنی اپنی کتاب شہاب ثاقب میں کہہ چکے ہیں کہ ''جو الفاظ موہم تحقیر ذات سرور دو عالم ہوں اُن سے بھی بولنے والا کافر ہو جاتا ہے اگر چہ نیت تحقیر کی نہ بھی کی ہو'' تو ترمذی کو کم از کم اپنے استاد کی بات کا لحاظ کرتے ہوئے غلام خان کو کافر کہنا چاہیے تھا لیکن اس نے گستاخ رسول ﷺ کا جو شرعی حکم تھا دیوبندی ہونے کی وجہ سے اور اپنے ہم مسلک ہونے کی رعایت کرتے ہوئے لگانے سے انکار کر دیا۔

باب دوم

بحث متعلقہ تحذیر الناس

مدرسہ دارالعلوم دیوبند کے بانی مولوی قاسم نانوتوی نے ایک کتاب لکھی ''تحذیر الناس'' اس میں اس نے کتاب کا آغاز اس بات سے کیا کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی لینا یہ عوام کا نظریہ ہے عقل مندوں کا نظریہ نہیں۔ ہم ذیل میں اس کی اصل عبارت پیش کرتے ہیں۔

چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ بعد حمد وصلوٰۃ کے قبل عرض جواب گزارش یہ ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تا کہ فہم جواب میں کچھ وقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہو بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں اس کے بعد لکھتے ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں اس کے بعد لکھتے ہیں پھر مقام مدح میں

ولكن رسول الله خاتم النبيين.

فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے اس کے بعد وہ لکھتا ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارہ نہ ہو گی کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہے آخر اس صفت میں اور قد و قامت شکل و رنگ حسب و نسب سکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں

کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے جو اس کو ذکر کیا اور وں کو ذکر نہ کیا دوسرے رسول اللہ کی جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ اہل کمال کیلئے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کرتے ہیں۔ (تحذیر الناس صفحہ 3)

قارئین کرام ایک طرف تحذیر الناس کی عبارت دیکھیں اور دوسری طرف مفتی شفیع کی چند عبارات بھی دیکھیں جو ہم ابھی پیش کر رہے ہیں۔

(ہم اختصار کی خاطر عربی عبارات کا اردو ترجمہ پیش کریں گے)

مفتی شفیع اپنے رسالہ ہدیۃ المھدین میں لکھتے ہیں اور امید ہے کہ تم اس گفتگو سے سمجھ گئے ہو گے کہ لغت عربی اس پر حاکم ہے کہ آیت میں جو لفظ خاتم النبیین ہے اس کے معنیٰ آخری نبی ہیں نہ کچھ اور۔ (ہدیۃ المھدین صفحہ 21)

اسی کتاب کے صفحہ (24) چوبیس پر مفتی شفیع لکھتا ہے ''پس آیت کے معنی بحکم لغت وبلحاظ قواعد عربیہ بغیر کسی تاویل و تخصیص کے یہ ہیں کہ حضور انور اللہ کے رسول اور انبیاء میں سب سے آخر ہیں''۔

اسی کتاب کے اسی صفحہ پر کہتا ہے'' دیکھو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں لفظ خاتم النبیین کی کیسی تفسیر فرمادی''۔

اور اسی کتاب کے صفحہ (27) ستائیس پر مفتی شفیع لکھتا ہے۔'' یہ ساٹھ اسماء ہیں اصحاب نبی کریم کے ان میں خلفاء راشدین بھی ہیں اور عشرہ مبشرہ کے اکثر حضرات بھی اور وحی کے کاتب بھی اور دوسرے اصحاب بھی اور ہم یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ اگر دنیا مع اپنی تمام کائنات کے ان میں سے ایک کے ساتھ بھی وزن کی جائے تو اس ایک صحابی ہی کا وزن زیادہ ہوگا پس یہ تمام حضرات تفسیر مذکور پر شاید ہیں اور ان تمام

حضرات سے آیت کی تفسیر اور تشریح میں روایات مروی ہے اور ہمیں عقائد و اعمال میں انھی کو پیشوا بنانا کافی ہے''۔

پھر مفتی شفیع شفاء شریف سے نقل کرتے ہیں اُمت نے اجماع کیا ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر معنی پر محمول ہے جو ان سے مفہوم ہوتا ہے وہی مراد ہے نہ اس میں کوئی تاویل ہے نہ تخصیص تو کچھ شک نہیں کہ یہ سب فرقے قطعاً اجماعاً سمعاً کافر ہیں۔

مفتی شفیع کی مذکورہ عبارات سے چند چیزیں ثابت ہوتی ہیں لغت وقواعد عربی اور احادیث کثیرہ اور آثار صحابہ وتابعین سب سے ثابت ہے کہ آیت کریمہ میں لفظ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ حضور سب میں آخری نبی ہیں حضور پر نبوت ختم ہوگئی۔ اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ اس آیت سے آخری نبی والا معنی ہی مراد ہے اور جو اس معنیٰ کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ کیونکہ اس آیت کا ظاہری معنی آخری نبی ہے نہ کہ بالذات نبی۔

اور مفتی شفیع نے روح المعانی سے عبارت نقل کی ہے، کہ امت نے خاتم کے یہی معنی مراد ہونے پر اجماع کیا ہے اس کے خلاف دعویٰ کرنے والا کافر ہے۔ اور اگر اصرار کرے تو اس کو قتل کر دیا جائے۔

روح المعانی کی یہ عبارت ہم نے بھی اس کتاب کے پہلے حصے میں نقل کی ہے علامہ آلوسی فرماتے ہے کہ نبی پاک ﷺ کا خاتم النبیین ہونا اس پر قرآن مجید گواہ ہے اور اس پر حدیث پاک دلالت کرتی ہے اور اسی پر اجماع امت بھی ہے تو قرآن وحدیث میں جس ختم نبوت کا ذکر ہے وہ ختم نبوت زمانی ہے نہ کہ ذاتی۔

اور قاسم نانوتوی جو ہیں وہ آیت کا معنی یہ کرتے ہیں کہ نبی پاک بالذات نبی ہیں اور باقی انبیاء کرام آپ کے وسیلہ سے نبی بنے اور نانوتوی صاحب یہ بھی کہتے ہیں اگر اس

آیت کریمہ کا معنی یہ ہو کہ نبی کریم آخری نبی ہیں تو خدا کی جانب زیادہ گوئی کا وہم ہوتا ہے اور آیت کریمہ میں باہمی طور پر بے ربطی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور لکن کے ماقبل اور مابعد میں کوئی ربط نہیں رہتا اسی طرح وہ یہ بھی کہتا ہے کہ آخری نبی ہونا تو ایسے ہی ہے جیسے کسی کی قد و قامت شکل و رنگ۔ جس طرح ان امور کو اس کی فضیلت میں دخل نہیں، اس طرح نبی پاک ﷺ کے آخری نبی ہونے کو آپ کی فضیلت میں کچھ دخل نہیں۔

لیکن اس کے برعکس مولوی ادریس کاندھلوی اپنی کتاب ختم نبوت میں لکھتے ہیں۔ کہ آیت مذکور کی تفسیر خود قرآن مجید سے یہی ثابت ہوتی ہے کہ نبی پاک آخری نبی ہیں۔ چنانچہ مولوی ادریس کاندھلوی کی پوری عبارت اس طرح ہے "کہ خاتم النبیین کے جو معنیٰ ہم نے بیان کئے ہیں یعنی آخر النبیین، تمام آئمہ لغت اور علمائے عربیت اور تمام علمائے شریعت، عہد نبوت سے لے کر اب تک سب کے سب یہی معنی کرتے آئے ہیں۔ ان شاء اللہ ثم ان شاء اللہ ایک حرف بھی کتب تفاسیر اور کتب احادیث میں اس کے خلاف نہ ملے گا (صفحہ 21)

اس کے بعد ادریس کاندھلوی صاحب لکھتے ہیں کہ اس آیت کی دوسری قراءت سے ہمارے بیان کردہ معانی کی تائید ہوتی ہے۔ دوسری قراءت یہ ہے۔

ولکن نبیا ختم النبیین.

لیکن آپ ایسے نبی ہیں جنہوں نے تمام نبیوں کو ختم کر دیا یہ قراءت حضرت عبداللہ بن مسعود کی ہے جو تمام تفاسیر معتبرہ میں منقول ہے اس قراءت سے وہ تمام تاویلات اور تحریفات بھی ختم ہو جاتی ہیں جو مرزائی جماعت نے خاتم النبیین کے لفظ میں کیں۔

(مسک الختام صفحہ 21)

مولوی ادریس کاندھلوی کے اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ آیت کریمہ کا معنی آخری

نبی کے علاوہ کوئی اور کر دینا تحریف ہے تو جو مولوی قاسم نانوتوی نے اس آیت کریمہ کا معنی بالذات نبی کیا یہ گویا قرآن مجید کی تحریف اور تفسیر بالرائے ہے۔ اور تفسیر بالرائے کرنے والوں کے بارے میں خود قاسم نانوتوی صاحب نے حدیث نقل کی ہے کہ

من فسر القرآ ن برأیه فقد کفر.

ادریس کاندھلوی نے آیت کریمہ کی تفسیر میں یہ حدیث بھی نقل کی ہے کہ سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

انـه سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی.

ترجمہ: تحقیق میری امت میں تیس بڑے دجال اور کذاب ظاہر ہوں گے ہر ایک کا زعم یہ ہو گا کہ میں نبی ہوں اور حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (مسلم)

اب دیکھئے مولوی ادریس صاحب کی اس عبارت سے بھی ثابت ہو گیا کہ نبی پاک ﷺ نے اس آیت کا یہی معنی بیان فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں لیکن مولوی قاسم نانوتوی صاحب فرماتے ہیں کہ عوام کے خیال میں خاتم النبیین کا یہ معنی ہے کہ نبی پاک ﷺ آخری ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہو گا یہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔

اب دیکھئے کاندھلوی صاحب نے تسلیم کیا کہ سرکار ﷺ نے آیت کا معنی آخری نبی بیان فرمایا ہے اور مولوی نانوتوی صاحب اس کو عوام کا خیال قرار دے رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اہل فہم کے نزدیک یہ معنی درست نہیں۔ گویا نانوتوی کے نزدیک جو اس آیت کا معنی آخری نبی کرے وہ اہل فہم نہیں۔ اب نانوتوی کی عبارت سے یہ لازم آیا کہ نبی پاک ﷺ معاذ اللہ اہل فہم نہیں۔ کیونکہ اس نے عوام اور اہل فہم کا تقابل کیا ہے۔ اسی کتاب کے پہلے

حصے میں ہم نے اسی چیز کی ایک مثال دی تھی کہ اگر کوئی یہ کہے کہ مولوی سرفراز کا یہ خیال ہے اور اہل فہم کا یہ خیال ہے تو اس سے لازم آئے گا کہ مولوی سرفراز صاحب اہل فہم نہیں کیونکہ یہاں تقابل آ گیا مولوی سرفراز کا اور اہل فہم کا۔

اسی طرح یہاں بھی نانوتوی صاحب نے تقابل کر دیا اور خاتم النبیین کا معنی آخری نبی کرنے والوں کو اہل فہم کے مقابلے میں ذکر کیا ہے تو گویا اس نے نبی پاک ﷺ کو بھی اہل فہم ماننے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ اس کے نزدیک جو بھی اس آیت کا معنی آخری نبی سمجھے وہ اہل فہم نہیں۔ تو سرکار ﷺ کو اہل فہم نہ ماننا اس سے بڑا کفر اور کون سا ہو سکتا ہے۔

ممکن ہے کوئی کہے یہ تو لزوم کفر ہے التزام کفر تو نہیں۔ تو پھر نانوتوی صاحب کو کافر کیوں کہا جاتا ہے۔ تو جواباً گزارش ہے کہ نانوتوی صاحب کو ان کی زندگی میں رسائل لکھ کر بار بار متوجہ کیا گیا مگر انھوں نے پھر بھی توبہ نہ کی۔ تو جب ایک آدمی سے کفریہ بات صادر ہو جائے اور باوجود توجہ دلانے کے کفریہ بات سے توبہ نہ کرے تو یہ التزام کفر بن جاتا ہے۔ اور خود مولوی اشرف علی تھانوی نے تسلیم کیا ہے کہ جب مولانا نانوتوی نے تحذیر الناس لکھی تو ہندوستان میں کسی نے ان کی موافقت نہ کی بجز مولانا عبدالحئی کے۔ (افاضات یومیہ جلد 2)

تو تھانوی کی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ مولوی نانوتوی صاحب کے اس رسالے کی جمہور علماء نے مخالفت کی ہے۔

ایک اور شبے کا ازالہ:

ممکن ہے کوئی کہے کہ جن احادیث میں خاتم النبیین کا معنیٰ آخری نبی کیا گیا وہ اخبار احاد ہیں اور اخبار احاد ظنی ہوتی ہیں اور ظنی کا منکر کافر نہیں ہوتا۔ لہذا نانوتوی صاحب بھی کافر نہیں ہو سکتے۔

اس کے جواب میں گزارش یہ ہے کہ اس طرح تو پھر مرزا قادیانی بھی کافر نہیں بنے گا۔ کیونکہ آیت کریمہ کا معنی نانوتوی صاحب کے نزدیک یہی ہے وہ خود لکھتے ہیں کہ یا تو آیت کریمہ میں دونوں قسم کا ختم مراد ہے۔ ذاتی اور زمانی۔ اور اگر ایک مراد ہو تو آپ کے شایان شان ختم نبوت ذاتی ہے نہ زمانی۔

تو اب اگر دیوبندی تفسیر کو لیا جائے تو آیت کریمہ ختم نبوت والے معنی میں نص نہ رہی۔ کیونکہ جب آیت کے دونوں معنی لئے جا سکتے ہوں ختم نبوت ذاتی بھی اور زمانی بھی۔ تو اب آیت کریمہ کی دلالت ختم نبوت زمانی والے معنی پر قطعی نہ رہی۔ کیونکہ جب ایک آیت کریمہ کی تفسیر میں کئی احتمال آ جائیں تو کوئی بھی تفسیر قطعی نہیں رہتی جس کا انکار کرنا کفر ہو۔ اس کی ایک مثال پیش کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

او کالذی مر علی قریة و ھی خاویة علی عروشھا.

اس کی ایک تفسیر یہ کی گئی کہ گاؤں سے گزرنے والے عزیرؑ تھے اور ایک تفسیر یہ بھی کی گئی ہے کہ اس سے مراد کوئی کافر آدمی ہے۔ اب کوئی آدمی ایک تفسیر کا انکار بھی کر دے۔ مثلاً کوئی کہہ دے

او کالذی مر علی قربة سے مراد عزیر نہیں ہیں تو اس کو کافر نہیں کہا جا سکتا کیونکہ اس کی اور تفسیر بھی موجود ہے۔ جب نانوتوی صاحب نے یہ کہا کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی بھی ہو سکتا ہے اور فیض رساں نبی بھی ہو سکتا ہے تو پھر آخری نبی والے معنی کا انکار کرنا اگر اس کی تفسیر قبول کی جائے تو کفر نہیں رہتا۔

حالانکہ نانوتوی خود اسی کتاب کے صفحہ نمبر 3 پر آخری نبی والے معنی کو غلط قرار دے

چکا ہے اور کہتا ہے کہ یہ معنی مراد لینے سے کلام میں بے ربطی پیدا ہو جاتی ہے، سرکار کی شان ظاہر نہیں ہوتی اور کہتا ہے کہ اہل کمال کے کمال بیان کیے جاتے ہیں نہ کہ آخری ہونا۔ تو اس کی عبارتیں بھی متضاد ہیں۔ اس کی تکفیر کی وجہ تو یہ ہے کہ اس نے قرآن مجید کے معنی منقول ومتواتر کو خیال عوام قرار دے دیا۔ تو پھر اگر یہی تفسیر نانوتوی کرے اور کہے کہ یہ آیت کریمہ آخری نبی والے معنی پر دلالت نہیں کرتی تو اس کو حجۃ الاسلام کہا جائے اور یہی معنی مرزا غلام احمد قادیانی کرے تو اس کو کافر قرار دیا جائے یہ تو بڑی زیادتی ہے۔ اس پر تو یہ آیت کریمہ بچی آتی ہے۔

تلک اذا قسمة ضیزی.

پھر نانوتوی نے یہ کہا کہ سرکار ﷺ کے شایان شان ختم نبوت مرتبی ہے نہ کہ زمانی اور یہی بات مرزا قادیانی بھی کرتا ہے۔ اب دیوبندی حضرات کیا فرماتے ہیں کہ جب ختم النبوت والی آیت کا معنی ہو گیا۔ بالذات نبی اور احادیث جو سرکار ﷺ کے آخری نبی ہونے پر دلالت کرتی ہیں وہ ویسے اخبار احاد ہیں اور اخبار احاد ظنی ہوتی ہیں اور ظنی کا انکار کفر نہیں ہوتا۔ پھر تم مرزا قادیانی کو کس دلیل سے کافر کہتے ہو۔ کیونکہ تمہارے پیشوا کے نزدیک تو آیت کریمہ خاتم النبیین کا معنی فیض رساں نبی ہے۔ تو پھر اس معنی کو تو قادیانی بھی تسلیم کرتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ نبی پاک کے فیض سے تو پہلے بھی لوگ نبی بنتے رہے اور میں بھی بن گیا تو جب تک تو نانوتوی کی قربانی نہ دو تم اس کو کافر نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ ان دونوں کا کفر آپس میں لازم وملزوم ہے۔ تو ایک کے کفر کا اقرار کرنا اور دوسرے کو حجۃ الاسلام ماننا اور بزرگان دین میں شمار کرنا اور اس کو امت کی بزرگ ہستیوں میں سے قرار دینا بہت بڑی بے دینی، بے ایمانی اور ناانصافی ہے اور قواعد شرعیہ کے ساتھ مذاق ہے کہ قادیانی کی کتب کو تو کفر وفسادات کا منبع

قرار دیا جائے اور تحذیر الناس کو تصنیف لطیف اور قرآن وحدیث کا مغز قرار دیا جائے۔ اس امر کی وضاحت کے لئے ہے کہ قرآن مجید میں اگر کسی آیت کی تخصیص ہو جائے تو اس آیت کا انکار کرنا کفر نہیں رہتا۔ تو اس کی ہم ایک مثال پیش کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واستشهدوا شهيدين من رجالكم فان لم يكونا رجلين فرجل وامراتٰن.

ترجمہ: اور گواہ کرو دو شاہد اپنے مردوں میں سے پھر اگر نہ ہوں دو مرد تو ایک مرد دو عورتیں۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والتی یاتین الفاحشة من نَسآئکم فاستشهِدوا علیهنّ اربعةً منکمُ.

ترجمہ: جو بدکاری کرئے تمہارے عورتوں میں سے گواہ لاؤ اُن پر چار مرد اپنوں میں سے۔

تو پہلی آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر معاملے میں دو مردوں کی یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کافی ہے۔ اور دوسری آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ زنا کے بارے میں نہ دو مردوں کی گواہی قبول ہے اور نہ عورتوں کی۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ پہلی آیت کریمہ میں تخصیص ہو چکی ہے۔ لہذا اگر کوئی آدمی یہ کہہ دے کہ مرد اور عورت کی گواہی برابر ہے۔ تو اُسے کافر نہیں کہا جا سکتا کیونکہ عام مخصوص البعض کا انکار کفر نہیں ہوتا۔ اور بعض صورتیں ایسی بھی ہیں۔ جہاں صرف عورت کی گواہی کافی ہے۔ مثلاً بچہ پیدا ہونے کے بارے میں۔ اسی طرح رمضان شریف کے بارے میں اگر آسمان ابر آلود ہو تو ایک مرد اور ایک عورت کی گواہی

وہاں برابر ہے۔تو اسی طرح آیت کریمہ ختم النبیین میں اگر دونوں معنی مراد ہوں یعنی ختم نبوت زمانی بھی اور ختم نبوت ذاتی بھی۔تو پھر اس آیت کے منکر کو کافر نہیں کہہ سکیں گے۔کیونکہ پھر تو آیت کی دلالت ختم نبوت زمانی والے معنیٰ پر قطعی نہیں رہے گی۔اور جب کسی آیت کی دلالت ایک معنی پر قطعی نہ ہو اور اُس کے مدلول میں کئی احتمالات نکل سکتے ہوں۔پھر اُس کا انکار کرنا کفر نہیں رہتا۔

اسی وجہ سے اُستاذ الاساتذہ حضرت قبلہ مولانا عطا محمد بندلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک سوال فرماتے تھے کہ آیت کریمہ خاتم النبیین میں لفظ النبین میں نبی پاک ﷺ داخل ہیں یا نہیں اگر داخل ہوں تو نبی پاک ﷺ کا اپنا خاتم ہونا لازم آئے گا اور اگر النبیین میں نبی پاک ﷺ داخل نہ ہوں تو یہ عام مخصوص البعض بن جائے گا۔اور عام مخصوص البعض ظنی ہوتا ہے اور ظنی کا انکار کفر نہیں ہوتا۔پھر استاد صاحب قبلہ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے تھے کہ یہاں عقل مخصص ہے اور جب کسی آیت کا مخصص عقل ہو تو اُس آیت کے اندر جو عموم ہے اُس کی قطعیت ختم نہیں ہوتی۔وہ عام غیر مخصوص البعض کی طرح قطعی ہوتا ہے۔لہذا یہاں بھی آیت کریمہ قطعی ہوگی۔اور اس کا انکار کرنا کفر ہوگا۔تو ہمارے مخدوم محترم مولانا سرفراز خان صاحب صفدر فاضل دیو بند ارشاد فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ خاتم النبیین میں حضرت نانوتوی کے نزدیک ختم نبوت ذاتی مطابقتاً مراد ہے اور ختم نبوت زمانی التزاماً مراد ہے تو ہم اُن کی اس بات کے جواب میں اُنہیں کے بزرگ عالم دین مولوی ادریس کاندھلوی کی ایک عبارت اُن کے رسالہ ختم نبوت سے پیش کرتے ہیں وہ نبی پاک ﷺ کی حدیث پاک نقل کرتے ہیں۔کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔نے ارشاد فرمایا۔

اَنَا خاتم النبیین لا نبیّ بعدی.

ترجمہ: میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی ہیں۔

اس کے بعد مولوی ادریس لکھتے ہیں۔اس روایت میں بھی خاتم النبیین کے بعد جملہ لا نبی بعدی بطور تفسیر مذکور ہے اور اسی وجہ سے اس جملہ کا پہلے جملہ پر عطف نہیں کیا گیا اس لئے کہ بلاغت کا قاعدہ ہے کہ جب جملہ ثانیہ جملہ اولیٰ کے لئے عطف بیان ہو تو پھر عطف ناجائز ہو جاتا ہے۔اسی لئے کہ عطف نسق چاہتا ہے تغایر کو اور عطف بیان چاہتا ہے کمال اتحاد کو اور کمال وحدت اور مغایرت جمع نہیں ہو سکتے۔

اس سلسلے میں مولوی ادریس نے ایک اور حدیث بھی نقل کی ہے:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ مثلی و مثل الانبیاء کمثل قصر احسن بُنیانہ ترک منہ موضع لبنۃ فطاف بہ النظّار یتعجبون من حسن بنیانہ الا موضع تلک اللبنۃ فکنت انا سددت موضع اللبنۃ ختم بی البنیان و ختم بی الرسل وفی روایۃ فَانا اللبنۃ و انا خاتم النبیین.

(متفق علیہ، مشکوٰۃ شریف، باب فضائل سید المرسلین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ)

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ میری اور انبیاء گزشتہ کی مثال ایک ایسے محل کی سی ہے جو نہایت خوبصورت بنایا گیا ہو مگر اُس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو۔لوگ تعجب سے اس محل کو دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک اینٹ کی جگہ کیوں چھوڑ دی گئی؟ سو میں نے اس اینٹ کی جگہ کو پُر کر دیا اور وہ عمارت مجھ پر ختم ہوئی اور رسولوں کا سلسلہ بھی مجھ پر ختم ہوا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ قصرِ نبوت کی وہ آخری اینٹ میں ہی ہوں اور میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں۔

اسی طرح ادریس کاندھلوی اسی رسالہ کے صفحہ 29 پر لکھتے ہیں کہ مسلم شریف اور ترمذی اور نسائی شریف میں حدیث ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ مجھ چھے (6) چیزوں میں دوسرے انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے۔ جن میں سے چھٹی یہ ہے کہ ختم بی النبیون۔ یعنی میرے ساتھ نبی ختم کر دیئے گئے۔

مولوی ادریس کاندھلوی ترجمہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ وہاں بجائے خاتم النبیین کے یہ لفظ رکھ کر بتا دیا کہ خاتم النبیین سے یہی مراد ہے نہ کچھ اور۔

اب اس عبارت سے مولوی سرفراز صاحب کا رد ہو جاتا ہے جو کہتے ہیں اس آیت میں ختم نبوت زمانی التزاماً مراد ہے اور ختم نبوت مرتبی مطابقتاً مراد ہے۔ لیکن مولوی سرفراز کے پیشوا مولوی ادریس کہہ رہے ہیں کہ خاتم النبیین سے مراد آخری نبی ہی ہے نہ کچھ اور۔

اور مولوی نانوتوی صاحب فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ خاتم النبیین میں اگر اس کا معنیٰ آخری نبی کیا جائے تو اس آیت سے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف ثابت نہیں ہوتی اور اسی طرح اپنی کتاب تحذیر الناس کے صفحہ 3 پر کہتے ہیں کہ اہل کمال کے کمالات بیان کئے جاتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے حالات بیان کئے جاتے ہیں یعنی آخری ہونا۔ اب نانوتوی صاحب کا یہ خیال ہے کہ آیت کریمہ سے مراد اگر آخری نبی والا معنی ہو تو سرکار علیہ السلام کی شان ظاہر نہیں ہوتی اور آپ کی مدح ثابت نہیں ہوتی۔ جبکہ نبی پاک علیہ السلام خود ارشاد فرما رہے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے جو مرتبے عطا فرمائے ہیں اُن میں سے ایک مرتبہ یہ بھی ہے کہ میں سب سے آخری نبی ہوں۔ نبی پاک علیہ السلام آخری نبی والے وصف کو فضیلت کے مقام میں ذکر کر رہے ہیں اور نانوتوی صاحب کہتے ہیں کہ آخری نبی ہونے میں کوئی فضیلت نہیں تو گویا نانوتوی نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کی ہے۔ اور نبی

پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کرنا کفر ہے۔ (جیسا کہ نسیم الریاض، شفا شریف اور الصارم المسلول وغیرہ کتب میں اس کی تصریح ہے)

نانوتوی نے یہ بھی کہا تھا کہ آخری ہونا ایسا وصف ہے جو ایسوں ویسوں میں پایا جاتا ہے حالانکہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ وصف خود اپنے لئے بیان فرمایا تو گویا نبی پاک علیہ کو ایسا ویسا کہا۔ اب نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسا ویسا کہنا اگر کفر نہیں تو مولوی سرفراز صاحب ارشاد فرمائیں کہ کفر کے کوئی سینگ ہوتے ہیں؟ اسی طرح مولوی ادریس صاحب نے ایک اور حدیث نقل کی ہے۔

کانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبیاء کلما هلک بنی خلفه نبی و انه لانبی بعدی. (بخاری شریف)

سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بنو اسرائیل کے معاملات انبیاء کرام چلایا کرتے تھے جب بھی کوئی نبی فوت ہوتا اس کی جگہ کوئی اور نبی مبعوث ہو جاتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

اسی طرح حدیث شریف میں ہے اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتے تو حضرت عمر ہوتے۔

عن عقبة ابن عامر قال قال رسول ﷺ لو کان بعدی نبی لکان عمر. (الترمذی)

ایک روایت میں ہے کہ علی کی میرے ساتھ وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ کے ساتھ تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

کما قال علیه السلام اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من

موسی الا انه لا نبی بعدی . (بخاری، مسلم)

اسی طرح بخاری و مسلم میں حدیث ہے:

وانا العاقب و العاقب الذی لیس بعده نبی.

اور ایک حدیث شریف میں ہے:

لم یبق من النبوة الا المبشرات. (مسند احمد)

اور ایک روایت میں ہے:

ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی. (الترمذی)

بے شک نبوت و رسالت منقطع ہوگی میرے بعد نہ تو کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔

تو مولوی ادریس کاندھلوئی صاحب فرماتے ہیں کہ یہ تمام احادیث لفظ خاتم کی تفسیر میں ہیں۔ تو مولوی سرفراز صاحب فرماتے ہیں بقول نانوتوی آیت کریمہ میں ختم النبوت زمانی التزاما مراد ہے اور ختم نبوت مرتبی مطابقتاً مراد ہے۔ تو مولوی سرفراز صاحب جو نانوتوی کے وکیل صفائی ہیں ارشاد فرمائیں کہ ان کے پیشوا مولوی ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں کہ آیت کریمہ خاتم کی تفسیر میں بہت ساری احادیث ہیں جو اس معنی پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں۔

اس کا مطلب تو پھر یہ ہوا کہ نبی پاک ﷺ نے آیت کی جو خود تفسیر فرمائی اور آیت کریمہ کا جو معنی سمجھا وہ تو التزاما مراد ہو جائے اور جس تفسیر کا کتب احادیث میں کوئی نشان ہی نہیں ملتا اور نہ ہی کسی لغت اور تفسیر کی کتاب میں ملتا ہے وہ مطابقتاً مراد ہو جائے۔

ایں کار از تو آید ــــــ و مرداں چنیں کنند

خود نانوتوی صاحب تحذیر الناس میں لکھتے ہیں اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی

مضمون تک نہیں پہنچا تو ان کی شان میں کیا کمی آ گئی۔ اور اگر ایک طفل نادان ــ، غلطی سے ٹھیک بات کہہ دی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہو گیا۔ آگے وہ لکھتا ہے۔

گاہ باشد کہ کودک نادان ــــــ بغلط بر ہدف زند تیرے

دوسری گزارش یہ کہ التزاما تو اور آیات بھی ختم نبوت زمانی پر دلالت کرتی ہیں تو پھر اس آیت کی دلالت میں اور دوسری آیات کی دلالت میں کیا فرق رہا؟

مثال کے طور پر آیت کریمہ

الیوم اکملت لکم دینکم .

اور آیت کریمہ

یا یها الذین امنوا هل ادلکم علی تجارة تنجیکم من عذاب الیم تو منوا بالله و رسوله.

اسی طرح آیت کریمہ

قل یا یها الناس انی رسول الله الیکم جمیعاً.

اور

وما ارسلنک الا کافة للناس.

تو پھر ان آیات کریمہ میں جو ختم نبوت زمانی کیلئے نص نہیں ہیں۔ اور آیت کریمہ

ولکن رسول الله و خاتم النبیین.

جس کے بارے میں تمام مفسرین، محدثین بلکہ خود دیوبندیوں کے بڑے بڑے علماء مثلاً انور شاہ کشمیری، مفتی شفیع، ادریس کاندھلوی، سارے تسلیم کرتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ ختم نبوت زمانی کے اندر نص قطعی ہے اور اس کا یہی ایک معنی ہے آخری نبی ہونا۔ میں کیا

فرق ہوا؟

نیز آیت کریمہ:

واذا اخذ اللّٰہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب و حکمۃ ثم جآء کم رسول مصدق لما معکم.

تو التزاماً تو اس آیت مقدسہ سے بھی ختم نبوت زمانی ثابت ہو جاتی ہے۔ تو پھر دیو بندی حضرات جب مرزائیوں کا تحریراً اور تقریراً رد کرتے ہیں تو سب سے پہلے یہ آیت

ولکن رسول اللّٰہ خاتم النبیین.

کیوں پیش کرتے ہیں؟ تو پھر ان کو چاہیے کہ آیت کریمہ

الیوم اکملت لکم دینکم واذاخذ اللّٰہ میثاق .الخ

اور دوسری آیت پیش کیا کریں۔ ہمارا ایک استفسار ہے کہ اگر ایک آدمی اقیمو الصلٰوۃ کا معنی ورزش کرنا کر دے اور نماز کی فرضیت کا بھی اقرار کرے تو اس کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ حالانکہ صلٰوۃ کے معنیٰ عربی لغت میں ورزش کرنے کے بھی آتے ہیں۔ اور خاتم النبیین کے معنی تو عربی لغت میں سوائے آخری نبی کے اور ہیں ہی نہیں۔

چنانچہ مولوی ادریس کاندھلوی صاحب لکھتے ہیں کہ خاتم کا معنی لغت سے اوپر بیان ہو چکے ہیں انبیاء کرام ایک قوم ہیں اور کسی قوم کا خاتم ہونا صرف ایک ہی معنی رکھتا ہے یعنی ان میں سے آخری ہونا۔ (ختم نبوۃ صفحہ 28)

مولوی ادریس کاندھلوی کا مولوی قاسم نانوتوی کے بارے میں ایک اہم فیصلہ!

مولوی ادریس اپنی کتاب ''ختم نبوت'' صفحہ نمبر 26 پر لکھتے ہیں خاتم النبیین کے معنیٰ تو آخری نبی ہی کے ہیں جس نبی پر یہ آیت اتری اس نے اس آیت کریمہ کے یہی معنی سمجھے اور یہی سمجھائے اور جن صحابہ کرام نے اس نبی سے قرآن اور اس کی تفسیر پڑھی انہوں نے بھی یہی معانی سمجھے۔ اس کے بعد ادریس کاندھلوی صاحب لکھتے ہیں۔

من شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر.

نوٹ: اس عبارت کے لکھنے پر ہم مولوی ادریس کاندھلوی صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں سچ فرمایا نبی کریم ﷺ نے:

ان اللّٰہ لیؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر. (بخاری)

اب اس امر کی وضاحت کے لئے کہ مولوی نانوتوی صاحب آیت کو آخر النبیین کے معنیٰ میں منحصر سمجھتے ہیں یا نہیں؟ ہم مولوی حسین احمد مدنی کا کلام پیش کرتے ہیں۔ وہ اپنی کتاب شہاب ثاقب میں لکھتے ہیں۔ آیت کریمہ وخاتم النبیین کی تفسیر میں عام مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ آیت کریمہ وخاتم النبیین سے صرف ختم نبوت زمانی ہی مراد ہے ختم نبوت مرتبی نہیں۔

مولانا نانوتوی اس حصر پر انکار فرما رہے ہیں (آیت کو اس معنیٰ میں منحصر سمجھنا باطل ہے) اور ادریس کاندھلوی صاحب کہہ رہے ہیں کہ خاتم النبیین کے معنیٰ آخری نبی ہی کے ہے۔

مولوی سرفراز صاحب لغت کی کتابوں کا بڑا مطالعہ رکھتے ہیں اور ویسے بھی ہزاروں کتابوں کا مطالعہ فرما چکے ہیں تو ان کو لفظ ہی کا معنی سمجھانے کی ضرورت نہیں۔ وہ اس عبارت کو ذرا دوبارہ پڑھ لیں کہ آیت کریمہ کے معنی آخری نبی ہی کے ہیں۔

فمن شاء فلیو من ومن شاء فلیکفر.

اب رہا یہ امر کہ نانوتوی صاحب آیت کریمہ وخاتم النبیین کو آخری نبی والا معنی میں منحصر کرنے کو غلط سمجھتے ہیں یا سرے سے آیت کریمہ سے آخری نبی والا معنی مراد لینا ہی غلط سمجھتے ہیں۔ اس امر کی تحقیق کے لئے ہم تحذیر الناس کی اصل عبارت قارئین کی عدالت میں پیش کرتے ہیں۔ تاکہ لوگ خود اس عبارت کو پڑھیں اور مولوی حسین احمد کے کذب و افتراء کی داد دیں۔ جو سب لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہوئے کہتا ہے کہ حضرت مولانا نانوتوی آیت کریمہ کو ختم نبوت زمانی میں منحصر کرنے کو غلط سمجھتے ہیں۔ اب قارئین تحذیر الناس کی اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں وہ اپنی کتاب کے صفحہ تین (3) پر لکھتا ہے۔

بعد حمد وصلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے۔ کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذت کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں فرمانا ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہوسکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارہ نہ ہوگی۔ کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہے آخر

اس وصف میں اور قد و قامت شکل و رنگ، حسب و نسب سکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے جو اس کو ذکر کیا اور ذکر نہ کیا۔ دوسرے رسول اللہ ﷺ کی جانب نقصان قدر کا احتمال۔ کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں۔ اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کیا کرتے ہیں"۔

نانوتوی صاحب کی اس عبارت میں قابل اعتراض چیزیں بہت سی ہیں۔ اور کئی ایسی ہیں جو قابل گرفت ہیں۔ خاتم النبیین کے معنی سب میں نبی ہونے کو جو تفاسیر واحادیث اور اجماع اُمت سے متواتر اور قطعی طور پر ثابت ہو چکے

انہیں عوام جاہلوں کا خیال بتانا انہیں نافہم ٹھہرانا،

تمام اُمت کو عوام اور نافہم قرار دینا،

رسول ﷺ کو نعوذ باللہ عوام اور نافہم قرار دینا،

مخالفین معنیٰ تفسیر وحدیث اور اجماع کو اہل فہم بتانا،

معنیٰ متواتر قطعی کی جس کی دلیل احادیث واجماع ہے اُن میں کچھ فضیلت نہ ماننا،

اس مواتر معنی کو مقام مدح میں ذکر کرنے کے قابل نہ جاننا۔

اسی طرح اُس کا یہ کہنا کہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی جب اس وقت تک صحیح نہیں جب یہ مانو کہ یہ مقام مدح کا مقام اور یہ وصف اوصاف مدح میں سے ہے۔ اور اُس کی ایک غلطی یہ ہے کہ وہ یہ کہتا ہے اگر اس آیت کریمہ سے مراد آخری نبی والا معنی ہو تو نبی پاک ﷺ کی شان میں کمی لازم آتی ہے۔

اور اسی طرح وہ یہ بھی لکھتا ہے اگر اس آیت کریمہ سے مراد اگر آخری نبی والا معنی تو اللہ تعالیٰ کے کلام میں زیادہ گوئی لازم آتی ہیں۔

اب قارئین کرام دیکھیں کہ اس عبارت میں نانوتوی نے خاتم النبیین کو آخری نبی والے معنی میں لینے کا کس قدر تاکید اور شدت کے ساتھ انکار کیا۔ جس معنی پر قرآن وحدیث اور اجماع صراحتاً دلالت کرتے تھے۔ اُس معنی کا اس نے کس قدر شدت سے انکار کیا ہے۔
اب ناظرین کرام دیکھیں کہ نانوتوی سرے سے ہی آیت کریمہ کا معنی آخری نبی کرنا ہی غلط قرار دیتا ہے۔ لیکن حسین احمد مدنی جو ہے وہ کہہ رہا ہے کہ مولانا نانوتوی کا مقصد یہ ہے کہ نبی پاک علیہ السلام کے لئے صرف ختم نبوت زمانی ثابت نہیں ہے بلکہ ختم نبوت مرتبی بھی ثابت ہے۔ لیکن تحذیر الناس کی منقولہ عبارت سے ہر آدمی جو معمولی شعور بھی رکھتا ہے بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ حسین احمد مدنی نے جھوٹ بولا ہے۔ اور آیت کریمہ پوری طرح اُس پر سچی آگئی

لعنة اللہ علی الکذبین.

نانوتوی تحذیر الناس کے صفحہ 29 پر لکھتے ہیں اگر بوجہ کم التفائی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو اُن کی شان میں کیا نقصان آ گیا۔ اور کسی طفل نادان نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہو گیا؟ اس کے بعد اُنہوں نے ایک شعر نقل کیا ہے

گاہ باشد کہ کودک نادان   بغلط بر ہدف زند تیرے

اگر بقول مدنی صاحب نانوتوی صاحب کا نظریہ یہ تھا کہ آیت کریمہ سے صرف ختم نبوت زمانی مراد نہیں بلکہ ختم نبوت مرتبی بھی مراد ہے پھر اُس نے یہ عبارت کیوں لکھی کیونکہ اس عبارت کا مطلب یہ بنتا ہے کہ جن لوگوں نے آیت کا معنی آخری نبی کیا ہے اُن لوگوں کی آیت کے اصلی معنیٰ تک رسائی نہیں ہوئی۔ اور رسائی نہ ہونے کی وجہ پرانے بزرگوں کی کم علمی نہیں ہے بلکہ ایسا اُس وجہ سے ہوا کہ انہوں نے توجہ تھوڑی فرمائی اور میں نے توجہ اچھی طرح کی تو مجھ سے ایسی بات صادر ہوگئی۔ جو بالکل آیت کی صحیح تفسیر تھی لیکن اس بات سے میں اگلے

بزرگوں سے بڑھ نہیں گیا۔ مرتبہ اور شان اُن کا ہی زیادہ ہے۔ کیونکہ کبھی ماہر نشانے بازوں کے نشانے چوک جاتے ہیں اور نادان بچوں کے تیر نشانے پر لگ جاتے ہیں۔ لہذا جنہوں نے آیت کریمہ کی تفسیر ختم زمانی کے ساتھ کی وہ اُن ماہر نشانہ بازوں کی طرح ہیں جن کا نشانہ خطا ہو جائے اور میں نے آیت کی تفسیر ختم نبوت مرتبی کے ساتھ کی تو میرا حال اُس نادان بچہ کی طرح ہے جس کا تیر غلطی سے نشانے پر لگ جائے۔ تو اس کی اِس عبارت سے صاف ظاہر ہو گیا کہ وہ آیت کریمہ کی تفسیر ختم نبوت زمانی کے ساتھ کرنا سرے سے صحیح نہیں سمجھتا۔

اسی طرح نانوتوی صاحب اپنی اسی کتاب میں کہتے ہیں کہ سرکار ﷺ کے شایان شان ختم نبوت مرتبی ہے نہ کہ زمانی۔ اُس کی اس عبارت سے بھی پتہ چلتا ہے کہ آیت کریمہ سے آخری نبی والا معنی مراد لینا اس کے نزدیک حضور علیہ السلام کے شایان شان نہیں ہے۔ تو پھر اس کے باوجود یہ کہنا کہ وہ ختم نبوت زمانی بھی مانتا ہے مرتبی بھی مانتا ہے کتنا بڑا دروغ بے فروغ ہے۔

اسی کتاب میں نانوتوی کہتا ہے کہ اگر آخری نبی والا معنی اس آیت کا اس لئے کیا جائے کہ جھوٹے مدعیان نبوت کا سد باب ہو جائے تو کہتا ہے کہ فی الجملہ یہ قابل لحاظ ہے پر جملہ

ماکان محمد ابااحد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین

اس کی آپس میں کیا مناسبت تھی کہ ایک کو دوسرے پر عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو مستدرک بنایا تو ایسی بے ربطی اور بے ارتباطی خدا کے کلام معجز نظام میں منصور نہیں ہو سکتی۔ اب اس کی اس عبارت سے بھی ظاہر ہے کہ آیت سے ختم نبوت زمانی مراد لینے کی تقدیر پر اُس کے نزدیک کلام الٰہی میں بے ربطی اور بے ارتباطی اور مستدرک اور مستدرک

منہ کے درمیان مناسبت کی نفی لازم آتی ہے۔تو اس کے باوجود یہ کہنا کہ نانوتوی صاحب دونوں قسم کا ختم مراد لیتے ہیں زمانی بھی اور مرتبی بھی یہ کیسے صحیح ہوسکتا ہے۔نانوتوی کے نزدیک اگر آیت کریمہ سے مراد لا نبی بعدی والا معنیٰ ہوتو حرف لکن بھی زائد ثابت ہوتا ہے اب اس کی اپنی اس ساری تقریر کے بعد وہ یہ کہے بھی سہی کہ میں ختم نبوت زمانی کا قائل ہوں اور اس کے منکر کو کافر سمجھتا ہوں تو پھر بھی جب تک اس کی ان عبارات سے توبہ نہ دکھائی جائے اس کی باقی عبارات پیش کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔یہ تو گویا اس نے اپنے آپ پر ہی کفر کا فتویٰ دیا ہے۔اور کافر کا اپنے کفر کا اقرار کر لینا اس کو مسلمان نہیں بنا دیتا۔اس طرح تو مرزا قادیانی کے ایسے کئی اقوال ملتے ہیں جس میں اس نے کہا کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے کافر کیوں بنوں۔ (حمامۃ البشریٰ صفحہ 96)

اب اس کی مثال پیش کی جاتی ہے کہ دیوبندی حضرات کئی مرتبہ اپنی تکفیر خود کر دیتے ہیں۔مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے براہین قاطعہ میں لکھا ہے کہ شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم ﷺ کے لئے ثابت کرنا شرک نہیں تو ایمان کا کون سا حصہ ہے۔شیطان اور ملک الموت کے لئے تو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم ﷺ کی وسعت کی کونسی نص ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک کو ثابت کرتا ہے۔صفحہ 51

اب اس عبارت میں واضح طور پر شیطان اور ملک الموت کا علم سرکار علیہ السلام سے زیادہ مان لیا۔اسی طرح کہتا ہے کہ روح مبارک کا اعلیٰ علیین میں تشریف رکھنا اور ملک الموت سے افضل ہونا اس سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ ﷺ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔

اسی طرح اس نے ایک موضوع روایت نقل کی ہے کہ سرکار ﷺ نے فرمایا کہ مجھے

دیوار کے پیچھے کا علم بھی نہیں ہے۔اسی طرح اس نے یہ بھی کہا کہ مولوی عبدالسمیع اپنے زعم میں بڑا اکمل الایمان ہے اور شیطان سے ضرور افضل ہے۔تو معاذ اللہ کیا وہ اعلم من الشیطان ہوگا؟ اور اسی کے متصل بعد میں کہتا ہے کہ مصنف اپنے اندر شیطان کے برابر ہی علم غیب ثابت کر کے دکھائے۔اس عبارت میں وہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ نبی پاک کی افضلیت کو دیکھ کر چونکہ آپ ملک الموت سے بھی زیادہ شان رکھتے ہیں اس دلیل سے جو تم نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ بوجہ افضلیت نبی پاکؐ کا علم شیطان سے زیادہ ہے یہ دلیل صحیح نہیں ہے اگر یہ دلیل صحیح ہو تو تمہارا بھی شیطان سے اعلم ہونا لازم آئے گا اور محیط زمین کا علم بھی تمہارے لئے ثابت ہو جائے گا حالانکہ تمہارے لئے یہ علم ثابت نہیں۔

اسی طرح یہ بھی کہتا ہے اولیاء کرام کو تو حق تعالیٰ نے یہ علم دے دیا اپنے فخر عالم کو بھی اس سے لاکھوں گناہ زیادہ عطا فرمائے ممکن ہے مگر نبوت فعلی اس کا کہ عطا کیا ہے کس نص سے ہے کہ اس پر عقیدہ کیا جائے۔اس امر کا محض امکان سے تو کام نہیں چلتا۔

مگر المہند میں جب اس سے سوال کیا گیا کہ تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ ملک الموت اور شیطان کا علم نبی پاک سے زیادہ ہے تو اس کے جواب میں خلیل احمد نے کہا کہ جو یہ عقیدہ رکھے ہم اس کو کافر مانتے ہیں۔اب پہلی عبارات بھی اسی کی تھیں جس میں اس نے بڑی شدومد سے شیطان کے لئے محیط زمین کا علم ثابت کیا تھا اور سرکار کے لئے شرک قرار دیا تھا۔اور یہ بھی کہا تھا کہ شیطان کے لئے تو ایسا علم قرآن سے ثابت ہے۔لیکن المہند میں خود اپنے اوپر کفر کا فتویٰ دے دیا اور صاف کہہ دیا کہ جو بھی سرکار سے شیطان اور ملک الموت کا علم زیادہ مانے وہ کافر ہے تو گویا اپنی تکفیر خود کر دی۔

اسی طرح قاسم نانوتوی نے بھی اپنی تکفیر خود کر دی وہ تحذیر الناس میں کہتے ہیں اگر

بعد وضوحِ حق بھی لوگ پرانی بات گائے جائیں فقط اس وجہ سے کہ پہلے لوگ کہہ گئے تھے اور میری بات نہ مانیں یہ سرکار کی محبت کے تقاضے کے خلاف ہے اور اپنے عقل وفہم کی خوبی پر گواہی دیتی ہے۔

نانوتوی کی اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اس امر پر اصرار کرنا کہ آیت کریمہ سے مراد ختم نبوت زمانی ہے سرکار ﷺ کی محبت کے تقاضوں اور قانون عشق کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس کے نزدیک سرکار ﷺ کی شان اس امر سے ظاہر نہیں ہوتی کہ آپ ﷺ سب سے آخری نبی ہوں۔ کیونکہ وہ خود کہہ چکا ہے اہل کمال کے کمالات بیان کئے جاتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے حالات بیان کئے جاتے ہیں یعنی اول ہونا، آخر ہونا۔

اس طرح وہ یہ بھی کہتا ہے کہ سرکار ﷺ کے لئے اس آیت کریمہ سے ختم نبوت زمانی ماننا اپنے عقل وفہم کی کمی کا اعلان کرنا ہے۔ تو پھر آجکل کے دیوبندی حضرات اس بات پر کیوں زور دیتے ہیں کہ اس آیت کریمہ سے مراد ختم نبوت زمانی ہے۔ بلکہ یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ آیت کریمہ سے مراد ختم نبوت زمانی ہی ہے۔

فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر.

ویسے تو دیوبندی حضرات چیختے رہتے ہیں کہ حضرت حجۃ الاسلام اور قاسم العلوم نے جو معنی بیان کیا ہے بریلوی حضرات میں اتنی عقل ہی نہیں کہ وہ ان عبارتوں کو سمجھ سکیں کیونکہ وہ عبارتیں دقیق ہیں اور بریلوی جاہل۔ تو اگر اپنے قاسم العلوم کے اس رسالہ سے متفق ہو تو وہ یہ کہہ رہا ہے کہ آیت کریمہ سے ختم نبوت زمانی مراد لینا یہ بے وقوف ہونے اور سرکار کی محبت سے محروم ہونے کی دلیل ہے۔ تو جب دیوبندی حضرات کے نزدیک اس آیت کا معنی ختم نبوت زمانی ہے تو بقول اپنے قاسم العلوم والخیرات یہ لوگ عقل اور سرکار ﷺ کی محبت سے

محروم ہیں ہمارا بھی یہی نظریہ ہے۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ جب سرکار ﷺ نے خود فرمایا:

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی.

اب ہم آیت کریمہ کی وہ تفسیر مانیں جو سرکار ﷺ نے فرمائی ہو جن کا مقصد بعثت ہی یہی ہے۔

لتبین للناس مانزل الیھم.

یا اس تفسیر کو مانیں جو کودک نادان کی ہو؟ ہم کو تو اللہ نے حکم دیا:

اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسول.

یہ حکم نہیں دیا:

اطیعوا ولدان السفھاء.

ممکن ہے کہ مولوی سرفراز صاحب یہ کہیں کہ حضرت نانوتوی نے اپنے لئے جو کودک نادان کہا۔ تو یہ ان کی تواضع ہے ہمیں یہ اختیار نہیں کہ ہم اُن کے لئے یہ لفظ استعمال کریں۔

اس کے جواب میں خود سرفراز صاحب کی ایک عبارت پیش کی جاتی ہے۔ وہ اپنی کتاب تنقید متین کے صفحہ 150 پر لکھتے ہیں کہ اگر نبی پاک ﷺ کو علم غیب حاصل ہو اور آپ فرمائیں کہ میں غیب نہیں جانتا تو یہ تواضع ہے یا جھوٹ؟ حالانکہ مفسرین کرام مثلاً تفسیر خازن، مدارک التنزیل، جُمل، تفسیر روح المعانی، تفسیر کبیر، سب میں یہی لکھا ہوا ہے کہ نبی پاک ﷺ کا ارشاد ''لا اعلم الغیب'' یہ تواضع پر محمول ہے۔

لیکن اس کے باوجود مولوی سرفراز صاحب کہتے ہیں کہ دیدہ دانستہ خلاف واقع بات کہنا جھوٹ ہے یا تواضع۔ تو ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ اگر نانوتوی صاحب کودک نادان

نہیں تھے تو پھر یہ جھوٹ ہے۔ اگر سچ ہے تو پھر ہمارا اُن کو کودک نادان کہنا ٹھیک ہو گیا۔ تو اب مولوی سرفراز صاحب کے لئے دوہری مصیبت ہے جو شق بھی اختیار کرے اُن کے لئے عذاب ہے۔ تو اب اُن کے بارے میں یہی کہا جا سکتا ہے۔

دو گونا رنج و عذاب است جان مجنون را
بلائے صحبت لیلیٰ و بلائے فرقتِ لیلیٰ

اسی طرح اُن کو یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یا تو نانوتوی صاحب کو کودک نادان تسلیم کریں یا جھوٹا تسلیم کریں جس صورت کو چاہیں ترجیح دیں۔ کیونکہ وہ فاعل مختار ہیں۔ اور فاعل مختار کا ارادہ مرجّح ہوتا ہے۔ اس لئے اُن کو کہا جا سکتا ہے۔

مَن نہ گویم کہ ایں مکن و آں کن
مصلحت بیں و کار آساں کن

اگر سرفراز صاحب نانوتوی صاحب کو کودک نادان تسلیم کریں تو پھر جن کے قاسم الخیرات ہی کودک نادان ہوں اور جن کے ادارے کے بانی ہی نادان بچے ہوں تو اس کے ادارہ کے فارغ التحصیل علماء کا کیا حال ہوگا؟

اور اگر یہ فرمائیں کہ وہ کودک نادان نہیں تھے بلکہ ویسے ہی کہہ دیا تو اس کے بارے میں اُن کا اپنا ارشاد ہے کہ یہ جھوٹ بن جاتا ہے تو اب پھر لازم آئے گا کہ اُن کے قاسم العلوم والخیرات کذاب ہو۔ تو جس مذہب کے سرخیل ہی کذاب ہوں تو اُن کے اصاغر کا کیا حال ہوگا؟

زگلستان من قیاس کن بہار مرا

نانوتوی صاحب کا یہ کہنا کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آخری نبی ہونے میں کوئی

فضیلت نہیں تو یہ اس وجہ سے بھی غلط ہے کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ارشاد فرمایا:

الحمد للہ الذی جعلنی فاتحا و خاتما. (زرقانی علی المواہب)

اسی طرح ارشاد فرمایا:

کنت اول النبیین فی الخلق و آخرھم فی البعث.

تفسیر ابن کثیر، قرطبی، ابن ابی خاتم، اسی طرح انبیاء علیہم السلام نے آپ ﷺ کو اس طرح اسلام پیش کیا۔ **السلام علیک یا اول السلام علیک یا آخر۔**

(مواہب اللدنیہ وغیرہ)

نوٹ: ان روایات کو مولوی کاندھلوی نے بھی اپنی کتاب مسک الختام میں ذکر کیا ہے اور اس کا ان روایات کو معرض استدلال میں پیش کرنا دیوبندیوں کے خلاف حجت قویہ ہے

ایک اور شبہ کا ازالہ:

بعض دیوبندی لوگوں کو یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ نانوتوی صاحب بطور اشارۃ النص اس آیت سے ختم نبوت زمانی تسلیم کرتے ہیں تو اس کے بارے میں گزارش یہ ہے کہ جب تک اس آیت کریمہ سے بطور عبارۃ النص ختم نبوت زمانی ثابت نہ ہو تو پھر مرزائیوں کی تکفیر بھی نہیں ہو سکتی۔ اس کی ہم ایک مثال پیش کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

للفقراء المھاجرین الذین اخرجوا من دیارھم............

اس آیت کریمہ سے بطور اشارۃ النص یہ ثابت ہوتا ہے کہ کافر مسلمانوں کو مال کے مالک بن جاتے ہیں بوجہ استعلاء کے۔ کیونکہ اگر مکہ سے ہجرت کرنے والوں کے اموال کے وہ مالک نہ بن گئے ہوتے تو اُن لوگوں کو فقراء نہ فرمایا جاتا۔ کیونکہ فقیر وہی ہوتا ہے جو کسی شے

کا مالک نہ ہو۔ اگر اُن کے اموال اُن کی ملک پر باقی ہوتے تو پھر اُن کو فقیر نہ کہا جاتا۔ لیکن حضرت امام شافعی اس بات کو تسلیم نہیں فرماتے جیسا کہ کتب اصول میں اس کی تصریح ہے۔ تو پھر کیا اس اشارۃ النص سے ثابت شدہ چیز کے انکار کی وجہ سے امام شافعیؒ کی تکفیر کی جا سکتی ہے۔؟ اور کیا دیوبندیوں میں اس کی ہمت ہے۔؟ دیدہ باید۔

ایک اور شبہ کا ازالہ:

بعض وہابی کہتے ہیں کہ نانوتوی صاحب نے ختم نبوت زمانی اس حدیث پاک سے ثابت کی ہے کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو جنگ تبوک کے موقعہ پر جاتے وقت فرمایا۔

انت منی بمنزلة هارون من موسٰی الا انه لا نبی بعدی (بخاری و مسلم)

تو اس کے بارے میں ہم گزارش یہ کرتے ہیں کہ یہ حدیث پاک تو خبر واحد ہے اور خبر واحد کے منکر کی تکفیر نہیں ہو سکتی۔ تو پھر قادیانیوں کی تکفیر کیسے ممکن ہوگی۔

دیابنہ کے ایک شبہ کا ازالہ:

بعض دیوبندی و وہابی قاسم نانوتوی صاحب کو ختم نبوت کا قائل ثابت کرنے کے لئے اُس کی یہ عبارت پیش کرتے ہیں جس میں اُس نے کہا کہ حضور ﷺ کی ختم نبوت زمانی پر اجماع ہے اور اجماع کا منکر کافر ہوتا ہے۔ لہذا سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ختم نبوت زمانی کا منکر کافر ہے۔ تو اس کے بارے گزارش یہ ہے کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ختم نبوت زمانی پر اجماع نصی نہیں بلکہ سکوتی ہے۔

اور اجماع اگرچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہی کیوں نہ ہو۔ اگر وہ نصی نہ ہو بلکہ سکوتی ہو تو اُس کا منکر بھی کافر نہیں ہو سکتا بلکہ گمراہ ہوگا۔ کما فی عامتہ کتب الاصول۔ بلکہ

علامہ عبدالعلی بحرالعلوم فواتح الرحموت میں فرماتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی صحابہ کرام کے اجماع نصی کا بھی بتاویل انکار کرے اگرچہ اُس کی وہ تاویل باطل ہی کیوں نہ ہو تو اُس کی تکفیر نہیں ہو سکتی جیسے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اجماع نصی ہے۔ لیکن چونکہ شیعہ حضرات اس میں تاویل کرتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ حضرت مولا علی نے اُن کی بیعت نہ کی تھی۔ اگرچہ یہ تاویل باطل ہے لیکن اُن کی تکفیر سے یہ تاویل بھی مانع ہے۔

نیز دیوبندی حضرات سے ہی ہمارا سوال یہ ہے کہ اگر وہ (نانوتوی صاحب) ختم نبوت زمانی کے قائل تھے تو کس نے اُن کو مجبور کیا تھا کہ وہ اس موضوع پر ایک کتاب لکھیں "تحذیر الناس عن انکار اثر ابن عباس۔ اس کتاب کے نام کا معنی یہی بنتا ہے کہ وہ لوگوں کو ڈرانا چاہتے ہیں کہ اثر ابن عباس کا انکار مت کرو۔ اور اثر ابن عباس رضی اللہ عنہ میں یہ لفظ صاف طور پر موجود ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سات زمینوں کو پیدا کیا اور اس کے بعد یہ لفظ بھی ہیں کہ

فی کل ارض نبی کنبیکم.

تو جب وہ اس اثر کو منوانا چاہتے ہیں جس میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثل چھ نبی زمینوں میں بھی تسلیم کئے گئے ہیں تو ختم نبوت زمانی کے نانوتوی صاحب کیسے قائل ہو گئے۔

ایک اور شبہ کا ازالہ:

بعض حضرات یہ تاویل کرتے ہیں کہ آیت کریمہ کا وخاتم النبیین کا معنی یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کے زمانہ اقدس کے بعد کوئی زمانہ نہیں آ سکتا۔ اور اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جو چھ نبی ثابت ہو رہے ہیں وہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور اقدس میں ثابت ہو رہے ہیں۔ لہذا آیت کریمہ اور اثر ابن عباس میں کوئی منافات نہیں ہے۔ لیکن وہابی حضرات کی یہ

تاویل خود مصنف تحذیر الناس کی عبارات کی رو سے مردود ہے۔ کیونکہ وہ اپنی اسی کتاب کے صفحہ 14 اور صفحہ 28 پر کہتے ہیں کہ اگر خاتم النبیین کا وہ معنی مراد ہو جو اس ہیچ مداں نے عرض کیا تو پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاتم ہونا صرف گزشتہ انبیاء کے ساتھ خاص نہ ہوگا۔ بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں یا آپ کے زمانہ کے بعد اسی زمین میں یا باقی چھ زمینوں میں کوئی نبی تجویز کیا جائے تو پھر بھی آپ کا خاتم النبیین ہونا بدستور قائم رہے گا۔ تو دیوبندی حضرات کو تاویل سے قبل پوری کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیے تھا۔ تاکہ اُن پر یہ مثال صادق نہ آتی۔

من چہ سرایم وطنبورہ من چہ سراید

اسی سلسلے میں دوسری گزارش یہ ہے کہ آیت کریمہ ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین. کی تفسیر میں علامہ خازن لکھتے ہیں ای لا نبی بعدہ ولا نبی معہ.

یعنی نہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی نیا نبی آسکتا ہے نہ ہی آپ کے زمانہ اقدس میں۔

دیوبندی حضرات کے امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری نے ایک کتاب لکھی جس کا نام اِکفار الملحدین ہے اور اس کتاب پر اکابر علماء دیوبندی کی تصدیقات ہیں۔ مثلاً مرتضیٰ حسن دربھنگی، مفتی کفایت اللہ دہلوی، اشرف تھانوی، شبیر احمد عثمانی وغیرہ۔ وہ اپنی اسی کتاب میں لکھتا ہے۔

تجویز النبی معہ ﷺ او بعدہ تکذیب للقرآن المجید.

(اکفار الملحدین صفحہ 55)

نبی پاک ﷺ کے زمانہ اقدس میں کسی نبی کے آنے کو جائز سمجھنا یعنی نئے نبی کے آنے کو جائز سمجھنا یا آپ کے زمانہ اقدس کے بعد کسی نبی کے آنے کو جائز جاننا یہ قرآن مجید کی

تکذیب ہے۔ اور اسی تکذیب قرآن کی وجہ سے جب قادیانی مرتد و کافر قرار پاچکے، ہیں تو پھر دیوبندی حضرات کو یہ حکم شرعی اپنے قاسم العلوم والخیرات پر نافذ کرنے میں کیا رکاوٹ ہے؟

نوٹ: نبی پاک ﷺ کے زمانہ اقدس میں یا بعد میں کسی نبی کو تجویز کرنا تبھی تکذیب قرآن بن سکتی ہے کہ جب آیت کریمہ ختم نبوت زمانہ پر مطابقۃً دلالت کرے۔ جبکہ نانوتوی آیت کریمہ کی دلالت ختم نبوت مرتبی پر مطابقۃً تسلیم کرتا ہے۔ اب مولوی سرفراز پر فرض ہے کہ نانوتوی کہ اس تفسیر کو کسی بھی معتبر کتاب سے ثابت کرے یا پھر اُس کے کفر کا اقرار کرے اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی شان اقدس میں موشگافی کرنے سے باز رہے اور اپنی زبان کو لگام دے۔

نوٹ: نانوتوی کے بعض ہم نوا خالد محمود سیالکوٹی اور تقی عثمانی وغیرہ تو ایسے ہیں جو صرف قدیم علوم میں مہارت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور کچھ ایسے ہیں جو قدیم و جدید دونوں علوم میں بے مثال ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں اور اپنی بات پر ڈٹ جانے کو ہی اپنے لئے بڑا اعزاز جانتے ہیں خواہ اس کے نتیجے میں ان کو ایمان سے ہی ہاتھ دھونے پڑ جائیں۔ وہ کہتے ہیں کہ نانوتوی صاحب کی عبارت میں بالفرض کا لفظ ہے۔ لہذا قضیہ فرضیہ اور ہوتا ہے۔ اور قضیہ حقیقیہ واقعیہ اور ہوتا ہے۔ تو قضیہ فرضیہ پر قضیہ واقعیہ والا حکم لگا دینا اُن لوگوں کا طریقہ نہیں ہوتا جو حق کے متلاشی ہوں۔ تو نانوتوی کے ہم نواؤں کی اس عبارت کے جواب میں پہلے تو ہم یہ گزارش کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، حضرت شیخ الاسلام خواجہ قمر الملت والدین محمد قمر الدین سیالوی اور حضرت سید پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور دیگر سینکڑوں علماء ایسی لغویات بولنے والوں سے لاکھوں درجے زیادہ منطق کا علم رکھتے ہیں۔ ان حضرات کو کسی مدرسہ میں داخلہ لے کر ان اصطلاحوں کے

سمجھنے کی ضرورت نہیں ہے۔تو اب ہم اُن سے قضیہ فرضیہ کے بارے میں چند سوالات کرتے ہیں اگر ان کے جوابات باصواب عنایت فرمائیں تو ہم ان کے شکر گزار ہوں گے۔

۱۔اگر قاسم نانوتوی کو اپنا بزرگ ماننے والوں کو بالفرض دس پندرہ جوتے مار دیئے جائیں تو اُن کی شان میں کوئی توہین نہ ہوگی اور فرق بھی نہ آئے گا۔

۲۔قاسم نانوتوی کو بزرگانِ دین میں ماننے والوں کو بالفرض چند ایک گالیاں دے دی جائیں تو اُن کی شان میں تحقیر نہ ہوگی۔اور نہ اُن کی شان وعظمت میں فرق آئے گا۔

۳۔بالفرض اگر قاسم نانوتوی کو مسلمان ماننے والوں کی ناک کاٹ لی جائے تو اُن کی عزت میں کوئی کمی نہ آئے گی۔

تو یہ سب عبارات جو پیش کی ہیں یہ سب قضایا فرضیہ ہیں تو کیا اُن کو یہ قبول ہیں۔اگر قبول ہیں تو لکھ کر اپنے مدارس کے باہر اشتہارات کی صورت میں بلکہ بورڈ لکھوا کر چسپاں کرادیں اور گڑ وادیں۔اگر ان قضیہ فرضیہ کی رٹ لگانے والوں کو کوئی سوجھ بوجھ ہوتی تو اس آیت کریمہ میں غور کر لیتے۔

کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لو كان فيهما الهة الا الله لفسدتا.

اگر بالفرض زمین وآسمان میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور خدا ہوتے تو زمین و آسمان تباہ ہو جاتے۔تو یہاں بھی تو قضیہ فرضیہ تھا تو پھر یہ جزاء کیوں مرتب ہوئی کہ زمین وآسمان تباہ ہو جاتے۔یہ نہ فرمایا کہ

ما فسدتا بلکہ فرمایا **لفسدتا**۔

جبکہ نانوتوی صاحب کہہ رہے ہیں کہ آپ کے زمانہ میں یا آپ کے زمانہ کے بعد

اگر بالفرض کوئی نبی پیدا ہو جائے تو آپ کی خاتمیت میں کچھ فرق نہیں آتا۔حالانکہ جب مقدم محال ہو تو تالی بھی محال ہونا چاہیے۔کیونکہ مقدم تالی کو مستلزم ہوتا ہے۔اور جو محال کو مستلزم ہو وہ خود محال ہوتا ہے۔مشہور قاعدہ ہے التعلیق بالمحال یستلزم المحال۔اگر نانوتوی کے نزدیک سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نبی پیدا ہونا محال تھا تو پھر اُس کے نزدیک تالی بھی محال ہونی چاہیے تھی۔جبکہ وہ یہ کہہ رہا ہے کہ خاتمیت میں کچھ فرق نہیں پڑتا۔تو اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اُس کے نزدیک نبی پاک ﷺ کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا محال نہیں ہے۔اور اس سے اس کا اپنا عقیدہ واضح ہو رہا ہے۔تو اب بھی اگر کوئی کہے کہ نانوتوی صاحب ختم نبوت زمانی کے قائل تھے اور اس کو اسلام کا بنیادی عقیدہ سمجھتے تھے تو اس کے بارے میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ

بریں عقل ودانش بہ باید گریست

اثر ابن عباس کے بارے میں تحقیق:

نانوتوی صاحب نے جو آیت کریمہ خاتم النبیین کا معنی تبدیل کیا ہے وہ اثر ابن عباس کی وجہ سے کیا ہے۔حالانکہ قاعدہ یہ ہے کہ جب کوئی مرفوع حدیث پاک بھی قرآن مجید کی آیت کے مقابلہ میں آجائے تو اس مرفوع حدیث کی تاویل کی جاتی ہے۔آیت کریمہ میں تاویل نہیں کی جاتی۔لیکن نانوتوی صاحب اثر ابن عباس جس کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں،امام بدرالدین عینی عمدۃ القاری میں اور علامہ ابن حجر مکی فتاوی حدیثیہ میں فرماتے ہیں کہ یہ شاذ ہے جبکہ علامہ سخاوی،علامہ علی قاری،امام سیوطی،حافظ ابن کثیر، علامہ ابوحیان اندلسی اور علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں کہ یہ اسرائیلیات میں سے ہے۔جب مرفوع حدیث قرآن مجید کی آیت کے مقابلہ میں آجائے تو اس مرفوع حدیث میں تاویل کی جاتی ہے چہ جائیکہ اثر جو یہودیوں وغیرہ سے ماخوذ ہو کی بنا پر آیت کریمہ کا نیا معنی گھڑ لیا جائے

اورخود اعتراف بھی کرلیا جائے کہ اس آیت کا یہ معنی میں نے ہی کیا ہے کسی اور نے نہیں کیا۔

اب ہم اس کی ایک مثال پیش کرتے ہیں کہ جب ایک حدیث پاک کا ظاہری مفہوم آیت کریمہ کے خلاف ہو تو حدیث پاک میں تاویل کی جاتی ہے۔ اس کی ایک مثال ملاحظہ ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لا تذر وازرة وزر اُخریٰ.

ترجمہ: کوئی بوجھ اُٹھانے والا کسی دوسری جان کا بوجھ نہ اُٹھائے گا۔

اب حدیث پاک کے اندر آتا ہے:

ان المیت لَیعذَّبُ ببکاء اھلہ علیہ. (بخاری، مسلم)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ کسی دوسرے کے گناہ کی وجہ سے بے گناہ کو بھی عذاب ہو جاتا ہے۔ تو علماء نے اس کی تاویل یہ بیان کی ہے کہ حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ اگر مرنے والا وصیت کر کے جائے کہ میرے بعد خوب رونا تو تب اُس کو عذاب ہوگا کیونکہ وہ برائی کا حکم دے رہا ہے۔ اور اہل جاہلیت کا دستور تھا کہ وہ اپنے مرنے سے پہلے رونے پیٹنے اور ماتم کرنے کی وصیت کرتے تھے۔ جیسا کہ سبعہ معلقات میں ایک شعر ہے۔ ایک آدمی نے اپنی عورت کو مرتے وقت ماتم کی وصیت کرتے ہوئے کہا۔

اذا انا مُتُّ فانعینی بما انا اھلہ، وشقّی علیّ الحبیب یا ابنة معبد.

جب میں مرجاؤں تو خوب میری موت کی خبر دینا اور میرے اوپر گریبان چاک کرنا اے معبد کی بیٹی۔

مولوی سرفراز نے اپنی خزائن السنن میں آیت کریمہ اور حدیث پاک میں یہی تطبیق

بیان کہ ہے جب اللہ تعالیٰ نے بھی فرمادیا کہ سرکار ﷺ خاتم النبیین ہیں تو مولوی ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں کہ یہ لفظ اختتام نبوت و رسالت کے بیان کرنے کیلئے کافی وشافی ہے نیز لکھتے ہیں کہ لا نبی بعدہ کا بعینہٖ وہی مطلب ہے جو خاتم النبیین کا ہے اختتام نبوت پر دونوں لفظ یکساں طور پر دلالت کرتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ نبی پاک آخری نبی ہیں تو اس کے بعد اس اثر کو کیونکر قبول کیا جاسکتا ہے جس میں نبی پاک کی مثل چھ نبی بتلائے گئے ہیں۔

اس اثر کے بارے میں حضرت علامہ مولانا محمد اشرف سیالوی صاحب کے (12) بارہ سوالات ہیں جن کو ہم افادۂ عوام کے لئے نقل کررہے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس کی طرف منسوب ایک روایت میں روئے زمین کی طرح ہر طبقۂ زمین میں حضرت آدم و نوح اور حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام بلکہ خاتم النبیین کی مثل انبیاء کے موجود ہونے کا ذکر ہے۔ جس کو بنیاد بنا کر مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب نے خاتم النبین کا ایک نیا معنی اختراع کیا اور اس پر تفریع مرتب کی کہ میرے بیان کردہ معنی کے مطابق آپ کے بعد یا آپ کے زمانہ میں اس زمین پر یا کسی دوسری زمین پر کوئی نبی موجود ہو اور اپنے حلقہ اور علاقہ میں نبوت و رسالت کے فرائض ادا کرتا رہے تو اس سے نبی الانبیاء کی ختم نبوت میں کوئی فرق لازم نہیں آتا۔

اس سلسلے میں بندہ کو اس روایت اور تحذیر الناس کے بنیادی مضمون پر جو اسی اثر اور روایت پر مبنی ہیں چند اشکال ہیں لہذا بندہ کی تسکین قلب کے لئے ان پر غور فرما کر جواب باصواب عنایت فرمائیں۔

سوال نمبر 1:

یہ روایت شاذ ہے اس میں نہ تو کسی مستند عالم نے تواتر لفظی کا قول کیا ہے اور نہ تواتر

معنوی کا اور نہ ہی اسے مشہور روایت تسلیم کیا گیا ہے۔ بلکہ عام اخبار آحاد سے بھی اس کا مرتبہ کم ہے تو کیا باب عقائد میں اس قسم کی روایات قابل استناد ہو سکتی ہے علامہ ابن حجر ہیتمی مکی فرماتے ہیں:

صححه الحاکم ایضاً لکن ذکر البهقی فی الشعب انه شاذ المتن بالمرة قال الحافظ سیوطی هذا الکام فی غایة الحسن فانه لایلزم من صحة الاسناد صحة المتن لاحتمال صحة الا سناد ویکون فی المتن شذوذا وعلة تمنع صحته. واذا تبیَّن ضعف الحدیث اغنی ذلک عن تاویله لان مثل هذا المقام لا تقبل فیه الاحادیث الضعیفه ویمکن ان یوول علی ان المراد بهم النذر الذین کانو ا یبلغون الجن عن انبیاء البشر ولا یبعد ان یسمیٰ کل منهم باسم النبی الذی بلغ عنه. (فتاویٰ حدیثیہ صفحہ 141)

ترجمہ: امام حاکم نے اس حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ لیکن امام بیہقی نے شب الایمان میں فرمایا کہ اس حدیث کا متن شاذ ہے۔ اور امام سیوطی فرماتے ہیں یہ کلام بہت عمدہ ہے کیونکہ سند کی صحت سے متن کی صحت لازم نہیں آتی کیونکہ ہو سکتا ہے سند صحیح ہو متن میں شذوذ ہو یا کوئی اور علت ہو جو اس کی صحت سے مانع ہو۔ جب اس حدیث کا ضعف ظاہر ہو گیا اب اس کی تاویل کرنے کی کوئی ضرورت نہ رہی۔ کیونکہ اس جیسے مقام میں ضعیف حدیثیں قبول نہیں کی جاتی۔ اور ممکن ہے کہ اس کی تاویل یہ کی جائے کہ یہاں باقی طبقات ارض میں جن انبیاء کا ذکر پایا گیا ہے۔ اس سے مراد مبلغ ہیں جو انبیاء کی جانب سے جنوں کو تبلیغ کیا کرتے تھے۔ اور ہر مبلغ کو اپنے مبلغ عنہ کا نام دے دیا گیا۔

علامہ آلوسی اس اثر کے بارے میں علامہ ذہبی اور ابو حیان کی رائے ان الفاظ میں

نقل کرتے ہیں:

قال الذهبی اسناده صحیح ولکنه شاذ بمرة لااعلم لابی الضحی علیه متابعا و ذکر ابو حیان نحوه عن الحبر و قال هذا حدیث لاشک فی وضعه وهو من روایة الواقدی الکذاب. (روح المعانی جلد 28 صفحہ 125)

نیز علامہ آلوسی یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس اثر کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اس زمین میں آدم علیہ السلام، نوح علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایسی ہستیاں ہیں جو باقی تمام لوگوں سے ممتاز ہیں۔ اسی طرح باقی طبقات زمین میں ان جیسے کچھ لوگ ہیں جو ان طبقات ارض میں موجود باقی لوگوں سے ممتاز ہیں۔ (روح المعانی جلد 28 صفحہ 125)۔

مولوی انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:

قلت و هذا الاثر شاذ بالمرة والذی یحب علینا الایمان هوما ثبت عندنا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فان ثبت قطعاً اکفرنا منکره والا نحکم علیه بالا بتداع واما غیر ذالک مما لم ثبت عنه صلی اللہ علیہ وسلم فلا یلز منا تسلیمه والایمان به.

(فیض الباری جلد 3 صفحہ 333)

لہذا جب ان علماء کے نزدیک یہ اثر شاذ اور ضعیف ہے اور باب عقائد میں قابل استناد نہیں یا اس کا مطلب ہی وہ نہیں جو بظاہر سمجھ آرہا ہے تو پھر اس کو بنیاد بنا کر قطعی الثبوت والدلالہ آیت میں تاویل اور نئے معنی کا اختراع کیونکر درست ہو سکتا ہے۔

نوٹ: مولوی سرفراز اپنے رسالہ ''دل کا سرور'' میں ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ روایت جس میں نبی پاک نے ایک صحابی کو تین نماز میں معاف فرمادیں اگرچہ صحیح بھی ہو تو باب عقائد میں خبر واحد صحیح بھی حجت نہیں کیونکہ وہ ظنی ہوتی ہے۔ اس عبارت سے ثابت ہوا

کہ گکھڑوی صاحب کا نظریہ یہ ہے کہ خبر واحد صحیح سے بھی عقائد ثابت نہیں ہو سکتے تو ایک شاذ معلل اور محدثین کی تصریحات کے مطابق اسرائیلیات سے ماخوذ شدہ اثر سے قرآن مجید کی قطعی الدلالت آیت کے خلاف سات زمینوں میں چھ آدم، چھ نوح، چھ ابراہیم، چھ موسیٰ، چھ عیسیٰ اور چھ نبی پاک ﷺ جیسے نبی کیسے تسلیم کئے جا سکتے ہیں؟ گکھڑوی صاحب نانوتوی کے بارے میں تو مہر بلب ہیں گویا انہیں سانپ سونگھ گیا ہے۔ البتہ اہل سنت والجماعت کے بارے میں زبان طعن دراز کرنے کی بڑی مہارت رکھتے ہیں۔

سوال نمبر 2:

اس روایت کے مطابق نوع انسانی جو طبقات سبع میں موجود ہے۔ اس کے لئے سات باپ بھی تسلیم کرنے لازم ہیں کیونکہ ہر طبقہ کے بارے میں کہا گیا ہے:

آدم کآدمکم ، جب کہ قرآن مجید **خلقکم من نفس واحدة** کا اعلان فرما رہا ہے تو کیا اس شاذ روایت کو اس آیت کریمہ کا مخصص قرار دے سکتے ہیں؟ جبکہ قطعی کا مخصص قطعی ہونا ضروری ہے۔

سوال نمبر 3: قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام سے عہد و میثاق لینے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا۔

واذ اخذ الله میثاق النبیین.

تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس جمع معرف باللام میں سب طبقات کے انبیاء داخل ہیں یا نہیں بر تقدیر اول وہ سب ہی **ثم جآء کم رسول مصدق لما معکم** کی صورت **لتؤ منن به و لتنصرنه** کے پابند ٹھہرے۔ لہذا طبقہ علیا کے انبیاء علیہم کی طرح ان کی ملت ، شریعت منسوخ ہوگی اور صرف آنخضرت ﷺ کی اتباع و اطاعت ہی ان کے

لئے مدار فلاح و نجات ٹھہری۔ لہذا آپ کے زمانہ نبوت میں ان کو صاحب شرع نبی تسلیم کرنا از روئے نص باطل ٹھہرا۔ اور بر تقدیر ثانی اس عموم کا مخصص اسی شاذ روایت کو تسلیم کرنا ہوگا۔ جس کا بطلان مستغنی عن البیان ہے۔

سوال نمبر 4:

جب باقی چھ طبقات والے انبیاء اس عہد و میثاق کے پابند نہیں خواہ النبیین کا الف لام عہد کے لئے مانیں جس پر کوئی قرینہ نہیں یا اس کو عام مخصوص البعض قرار دیں جس کا کوئی جواز نہیں۔ تو پھر **ولکن رسول الله و خاتم النبیین** میں لفظ عام اسی معنی میں مستعمل ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ جس مضمون کو آیت میثاق میں

ثم جآء کم رسول مصدق کما معکم لتؤ منن به و لتنصرنه.

کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اسی مضمون کو یہاں خاتم النبیین سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور قاعدہ بھی یہی ہے کہ معرف باللام کے اعادہ کی صورت میں جو معنی ایک جگہ مراد ہو دوسری جگہ وہی معنی مراد ہوتا ہے۔ تو سرور عالم ﷺ خاتم ہونگے صرف طبقہ اولیہ کے لحاظ سے تاکہ تمام طبقات کے انبیاء کے لحاظ سے۔ تو خاتم النبیین میں تاویل کی ضرورت ہی نہ رہی۔ بلکہ تاویل کرنا غلط ٹھہرا۔ تو اس صورت میں ہر طبقہ کا خاتم صرف اپنے طبقہ ارضیہ کے لحاظ سے ہی خاتم ہوگا اور ساتوں زمینوں کے خاتم ایک دوسرے کے ہم پلہ ہوں گے۔

لہذا نانوتوی صاحب کا اپنی اختراعی تقدیر کو قدرے نبی میں سات گنا اضافہ کا موجب قرار دینا بالکل غلط ہوگیا۔ بلکہ گھٹا کر ساتویں حصے میں محدود کرنا لازم آ گیا۔

سوال نمبر 5:

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں رسالت مآب ﷺ کے عموم رسالت و نبوت

کے نصوص مثلاً

(قولہ تعالٰی) لیکو ن للعالمین نذیرا (وقولہ) وما ارسلنک الا رحمة للعالمین (وقولہ) یا ایھا الناس انی رسول الله الیکم جمیعا (وقولہ علیہ السلام) ارسلت الی الخلق کافة (وقولہ علیہ السلام) کنت اول النبیین فی الخلق و آخر ھم فی البعث وغیر ذالک من الآیات والاحادیث.

جو آپ کی نبوت ورسالت کے ملائکہ جن اور تمام نوع انسانی بلکہ ہر ہر ذرہ کائنات کو محیط اور شامل ہونے پر دال ہیں۔ اور جن سے آسمانوں پر موجود انبیاء علیہم السلام کی نبوت ور سالت بھی منسوخ ٹھہری اور اب ان کیلئے بصورت نزول، صرف دین محمدی کا مبلغ ہونا لازم اور ضروری ٹھہرا تو کیا یہی نصوص کلام مجید اور احادیث، دوسرے طبقات ارضیہ میں موجود انبیا کی نبوت کے لئے ناسخ نہیں ہوسکتیں؟ جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر موجود ہونا متواتر المعنی روایات سے ثابت اور دیگر طبقات میں انبیاء کا وجود ہی ایک شاذ اثر سے ثابت ہو رہا ہے۔

سوال نمبر 6:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف منسوب روایت میں صرف یہ لفاظ ہیں۔ وَنَبِیٌّ کَنَبِیِّکُمْ. تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا یہ تشبیہ اور تمثیل تمام اوصاف کمالات میں اشتراک کو مستلزم ہے یا صرف صفتِ خاتمیت میں اشتراک کو؟

برتقدیر اول ممتنع النظیر ذات والا صفات کے لئے چھ مثل بالفعل موجود تسلیم کرنا لازم آگیا تو کیا قدر نبوی میں سات گنا اضافہ ہوا یا آپ کی امتیازی حیثیت کی نفی اور انکار؟ اور مُنَزَّہٌ عَنْ شَرِیْکٍ فِیْ مَحَاسِنِہٖ.

کے چھ شریک موجود ہونے کا دعویٰ؟ علاوہ ازیں ان انبیاء کو بھی رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین اور صاحب مقام محمود و شفاعت عظمیٰ تسلیم کرنا لازم جو عموم کی صورت میں اجتماع نقیضین کو مستلزم ہے اور ہر طبقہ کے باشندوں کے لئے مخصوص رحمت و شفاعت تسلیم کرنے سے قدر نبوی کے چھ حصص کا انکار لازم آئے گا، کیا اس امر شنیع کا التزام کیا جا سکتا ہے؟ اور برتقدیر ثانی جملہ وجوہ اشتراک سے صرف وصف خاتمیت میں اشتراک کی وجہ تخصیص کیا ہوگی؟ اور اس ترجیح بلا مرجح کا کیا جواز ہوگا؟

سوال نمبر 7:

اگر صرف وصف خاتمیت میں ہی اشتراک تسلیم کر لیں تو پھر نبی اکرم ﷺ کی خاتمیت کا تمام طبقات کو محیط ماننا اور اُن کی خاتمیت کا محدود ماننا کس دلیل (یعنی دیگر طبقات کے انبیاء کی) اور قرینہ سے ہے؟ جب کہ ظاہر یہی ہے کہ خاتمیت ہر جگہ ایک جیسی ہونی چاہیے۔ جیسے اوپر والے طبقہ کے انبیاء کے لئے ایسے ہی وہ اپنے اپنے طبقہ ارضیہ کے انبیاء کیلئے خاتم۔ لہذا فرق کرنا تحکم اور سینہ زوری ہوگا۔ کیونکہ آپ نے سلسلہ وار انبیاء کا ذکر فرمایا۔ یعنی آدمھم کآدمکم سے شروع کر کے آخر میں فرمایا و نبی کنبیکم لہذا اس ترتیب کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان خاتمین کی وہی حیثیت تسلیم کرنی چاہیے۔ جو طبقہ علیا میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ہے۔ لہذا فرق تحکم اور بلا دلیل ہے اور خلاف ظاہر۔

سوال نمبر 8:

توراتِ موسیٰ علیہ السلام میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کے بھائیوں میں تیری مانند نبی پیدا کرے گا جس کا مصدق باجماع اہل اسلام، حضور سرور عالم ﷺ میں اگر اس آیت میں موسیٰ علیہ السلام اور نبی اکرم ﷺ کے درمیان مماثلت سے حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کا خاتم ہونا

لازم نہیں آتا اور نہ ہی نبی اکرم ﷺ کے خاتم ہونے کی نفی ہے تو اس روایت (اثر ابن عباس) میں جو تشبیہ مذکور ہے اس کو صرف خاتمیت میں اشتراک پر محمول کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

سوال نمبر 9:

خاتم النبیین کا معنی موصوف بوصف نبوت اولاً و بالذات لینا اور دوسرے انبیاء کو موصوف بوصف نبوت بالعرض ماننا اگر فی نفسہ درست ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ پھر آپ کے فاتح اور اول ہونے کا معنی کیا ہوگا؟ جب کہ یہ بھی خود سرور عالم ﷺ کا ارشاد ہے۔

جعلنی فاتحا و خاتما کنت اول النبیین فی الخلق و آخرھم فی البعث.

کیا فاتح اور اول کا معنی موصوف بوصف نبوت اولا و بالذات لیا جائے گا یا خاتما اور آخر النبیین کا؟ اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق ھو الاول و آلاخر فرمایا ہے تو اس ارشاد خداوندی میں موصوف بالوجود اولا و بالذات، الاول کا معنی قرار پائے گا یا آلاخر کا؟ کیا فاتحا کی تفسیر خاتما سے کرنا اور الاول کو آلاخر کا مطلب قرار دینا درست ہے؟ اور اس کو تحریف قبیح اور تخریب شنیع کہا جائے گا؟ یا اسے ذہن رسا اور امتیازی فہم و فراست کا عظیم نبوت قرار دیا جائے گا؟

سوال نمبر 10:

خاتم النبیین کا معنی موصوف بوصف نبوت اولا و بالذات لینا، تفسیر کے اصول و قواعد میں سے کس قاعدہ کے تحت ہے، تفسیر القرآن بالقرآن یا تفسیر القرآن بالحدیث یا اقوال صحابہ یا اقوال تابعین یا از روئے لغت اور قواعد عربیت ہے، جب کسی نے بھی یہ معنی بیان نہ کیا ہو اور تیرہ صدیوں میں صفحۂ ہستی پر علمی سکہ جمانے والے مفسرین اور اکابرین نے یہ معنی بیان نہ کیا ہو تو کیا اس معنیٰ کو تفسیر بالرائے سے تعبیر نہیں کیا جائے گا؟ اور اگر چودھویں صدی میں کوئی

شخص کہتا ہے کہ اس حقیقت تک کسی کا ذہن نہیں پہنچ سکا اور یہ حقیقت صرف میں نے ہی سمجھی ہے اور

گاہ باشد کہ کودک نادان بغلط بر ہدف زند تیرے

کا اپنے آپ کو مصداق قرار دے تو کیا اس کو اس امر کی اجازت دی جا سکتی ہے؟ اور یہ اجازت تحریف کا دروازہ کھولنے کے مترادف نہیں ہے؟ اور صرف مرزائیوں کو اس حق سے محروم رکھنے کی کوشش کار آمد ہو سکتی ہے؟ جب کہ وہ بھی معنی بیان کرتے ہوئے اصلی اور ظلی کا فرق نکال کر نبی اکرم ﷺ کی حیثیت اور قدر کو بڑھانے کا دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ صرف پہلوں کے خاتم نہیں بلکہ آنے والوں کے بھی خاتم ہیں۔ چنانچہ مرزا محمود احمد نے اپنے رسالہ ''احمدیت کا پیغام'' میں تقریباً وہی انداز اختیار کیا ہے جو نانوتوی صاحب نے اختیار کیا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے۔

ختم نبوت کے متعلق احمدیوں کا عقیدہ:

مذکور بالا ناواقف گروہ میں سے بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ احمدی ختم نبوت کے منکر ہیں۔ اور اس کے قائل نہیں اور رسول ﷺ کو خاتم النبیین نہیں مانتے، یہ محض دھوکے اور ناواقفیت کا نتیجہ ہے ورنہ جو کچھ احمدی کہتے ہیں وہ صرف یہ ہے کہ خاتم النبیین کا وہ معنی جو اس وقت مسلمانوں میں رائج ہے نہ تو قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت پر چسپاں ہوتا ہے اور نہ اس سے رسول کریم ﷺ کی عزت اور شان اس طرح ظاہر ہوتی ہے جس عزت اور شان کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے اور احمدی جماعت خاتم النبیین کے وہ معنیٰ کرتی ہے جو عربی لغت میں عام طور پر متداول ہیں اور جن سے رسول کریم ﷺ کی شان اور آپ کی منزلت بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور تمام بنی نوع انسان پر آپ کی فضیلت

ثابت ہوتی ہے۔پس احمدی ختم نبوت کے منکر نہیں بلکہ ختم نبوت کے ان معنوں کے منکر ہیں جو عام مسلمانوں میں غلطی سے رائج ہو گئے ہیں ورنہ ختم نبوت کا انکار تو کفر ہے۔

(صفحہ 8-7)

اگر مرزا محمود کی اس عبارت کو تحذیر الناس کے صفحہ اول کی عبارت کے ساتھ ملا کر موازنہ کیا جائے تو عوام الناس کے غلط فہمی میں مبتلا ہونے اور

وَلکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین.

کے بے ربط ہو جانے اور محض تأخر زمانی کے مفید فضیلت نہ ہونے پر مکمل اتفاق نظر آتا ہے۔ اور طابق النعل بالنعل والی صورتِ حال پائی جاتی ہے۔

نانوتوی صاحب کے لئے نئے معانی اختراع کرنے کی اجازت اور مرزائی جماعت کیلئے پابندی ایک ناروا تفریق ہوگی اور ناانصافی کی انتہا۔

سوال نمبر 11:

ہاں نانوتوی صاحب نے موصوف بالعرض کے سلسلہ کو موصوف بالذات پر اختتام پذیر تسلیم کیا ہے لیکن دریافت طلب امر یہ ہے کہ فلاسفہ کا یہ قاعدہ زمانہ ماضی میں لا تناہی بالفعل اور تسلسل کو باطل ثابت کرنے کے لئے ہے یا زمانہ مستقبل کے لحاظ سے وہ مخلوقات کی انتہاء موجد و خالق جل وعلا کے موجود بالذات ہونے پر تسلیم کرتے ہیں۔اور براہین ابطال تسلسل سے اس کو مبرہن ٹھہراتے ہیں، لہذا اس قاعدہ کا اس جگہ چسپاں کرنا غیر معقول ہے۔ اور علی سبیل التنزل اگر تسلیم بھی کر لیں تو پھر دوسرے ﷺ بھی تسلیم کرنا ہوں گے۔مثلاً آپ وصف ایمان کے ساتھ بھی موصوف بالذات اور وصفِ علم اور حیات کے ساتھ بھی متصف بالذات۔لہذا آپ کی بعثت پر مومن بالعرض اور عالم بالعرض اور حی بالعرض کا سلسلہ ختم ہو جانا

چاہیے۔اور ختم ذاتی اور رتبی کا یہ معنی کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد کوئی عالم بالعرض اور کوئی حی بالعرض موجود نہ ہو سکے۔اسے تو کوئی عاقل تسلیم نہیں کر سکتا۔پھر یہ کہنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔کہ خاتمیت ذاتیہ کو خاتمیت زمانیہ لازم ہے؟ جس کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ نبی اکرم ﷺ خاتم بالذات ہیں اس لئے آپ کے بعد کوئی نبی یا خاتم بالعرض نہیں آ سکتا۔

سوال نمبر 12:

علاوہ ازیں ایک طرف یہ دعویٰ کہ سلسلہ ما بالعرض کا ما بالذات پر اختتام پذیر ہوتا ہے اور اس طرح نبی مکرم ﷺ کی نبوت پر دیگر انبیاء علیہم السلام کی نبوتوں کا اختتام لازم آ جائے گا۔جبکہ دوسری طرف اپنے اختراعی معنی پر یہ تفریع مرتب کی کہ آپ کے بعد یا آپ کے زمانہ میں اس زمین یا کسی دوسری زمین میں کسی نبی کے موجود ہونے سے آپ کی خاتمیت میں کوئی فرق لازم نہیں آئیگا۔اور ظاہر ہے کہ دونوں اقوال میں تعارض و تناقض ہے اگر ان کی نبوتیں ختم ہو چکیں تو اصل اور تابع کے فرق کی ضرورت کیا رہی اور اگر باقی ہیں تو ما بالعرض کا سلسلہ ما بالذات پر ختم کیسے ہوا؟

اس بحث کے دوران یہ بات ثابت ہوگئی کہ نبی پاک علیہ السلام کے بعد یہ دعویٰ کرنا کہ کوئی نبی آ سکتا ہے۔یا کسی اور زمین میں کوئی اور نبی ہو سکتا ہے۔یہ قرآن مجید کی اس آیت کریمہ کی تکذیب ہے اور اقوال صحابہ اور محدثین و مفسرین کے اقوال کی تغلیط ہے۔

مولوی ادریس کاندھلوی خود لکھتے ہیں کہ جب آیات و روایات اور اقوال صحابہ و تابعین اور تمام مفسرین و محدثین کی تصریحات سے ثابت ہو گیا کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے ہیں اب اس کے بعد کسی کو لب کشائی کا منصب ہی باقی نہیں رہتا۔اس کے بعد لکھتے ہیں عجیب بات ہے کہ جس ذات بابرکات پر خاتم النبیین کی آیت نازل ہوئی اس کے بیان

کردہ معنی تو معتبر نہ ہوں اور مرزائی صاحبان کے بیان کردہ اُلٹے سیدھے معنیٰ معتبر ہوجائیں۔ (ختم نبوۃ صفحہ 50)

نوٹ: ہمیں خواہ مخواہ کسی کو کافر بنانے کا شوق نہیں ہے لیکن اگر کوئی خود کافر بن جائے اور قرآن واحادیث کی تصریحات سے اس کا کفر ثابت ہوجائے تو اس کو مسلمان سمجھ کر ہمیں کافر بننے کا شوق بھی نہیں ہے۔

مولوی عبدالقدوس ترمذی نے اپنے والد کی زندگی کے حالات کے بارے میں کتاب لکھی ہے ''حیات ترمذی'' اس میں وہ لکھتا ہے کہ مولوی عبدالحی لکھنوی نے جو اثر ابن عباس کے بارے میں تحقیق کی ہے وہ احریٰ للقبول ہے لیکن اسی کتاب میں خود لکھتا ہے کہ مفتی شفیع دیوبندی سے کسی نے پوچھا کہ مولوی عبدالحی صاحب نے لکھا ہے کہ امام کے پیچھے سری نمازوں میں قراءت کرنا جائز ہے؟ تو مفتی شفیع نے جواب میں کہا کہ مولوی عبدالحی صاحب کون ہیں؟ کہاں رہتے ہیں؟ تو مولوی عبدالقدوس ترمذی نے دونوں واقعات نقل کر دیئے ہیں تو اب سوال یہ ہے کہ اثر عباس جس کو جمہور علماءؒ شاذ اور معلل قرار دیتے ہیں جیسا کہ عمدۃ القاری، فتح الباری، الحاوی للفتاوی، البدایہ والنہایہ، البحر المحیط، روح البیان، شعب الایمان، موضوعات کبیر، فتاوی حدیثیہ اور المقاصد الحسنہ وغیرہ کتب میں اس کی تصریح موجود ہے۔ اس کے بارے میں تو عبدالحی لکھنوی صاحب کی رائے احریٰ للقبول ہو اور فاتحہ خلف الامام جو فروعی اور اجتہادی مسئلہ ہے اور صحابہ کرام کے دور سے آج تک اختلافی آرہا ہے۔ مثلاً (حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبادہ بن صامت، محمود بن ربیع، حضرت ابوہریرہ اور حضرت بلال ﷺ وغیرہ قراءت خلف الامام کے قائل ہیں) تو اس میں ان کی رائے کی کوئی وقعت نہ ہو تو آخر اس تفریق کی کیا وجہ ہے؟ اور کیا مولوی عبدالحی صاحب کی ایک شاذ اور متفرد

رائے میں وقعت ہے کہ اس کی وجہ سے احادیث صحیحہ، متواترہ، مشہورہ اور چونسٹھ صحابہ کرام کی تفسیر اور تمام مفسرین ومحدثین کی اس تفسیر کو جو انہوں نے خاتم النبیین کی کی ہے اس کے بارے میں کہا جائے کہ بوجہ کم التفاتی ان کا ذہن اس آیت کے صحیح مفہوم تک نہیں پہنچا۔ کتنی عجیب بات ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرمائے:

ان علينا جمعه و قرآنه ثم ان علينا بيانه.

اور جن کے بارے میں ارشاد باری ہو:

يعلمهم الكتاب والحكة .

اور جن کے بارے میں ابراہیم علیہ السلام جیسے رسول دعا کریں اے اللہ ان میں ایک ایسا رسول بھیج جو ان کو قرآن وحکمت کی تعلیم دے۔

(كما قال الله تعالىٰ حكاية عن ابراهيم عليه السلام) ربنا وابعث فيهم رسولا منهم يتلوا عليهم ايتک و يعلمهم الكتاب و الحكمة.

ان کو آیت کے صحیح معنی تک رسائی نہ ہو اور نانوتوی صاحب کو ہو جائے۔ لہٰذا دیوبندی حضرات کو چاہیے کہ مولوی عبدالحی کے دامن میں پناہ لینے کے بجائے نانوتوی کے اس جدید گھڑے ہوئے معنی کا ثبوت پیش کریں یا اس پر جو شرعی حکم ہے وہ لگائیں۔

پھر اگر عبدالحی صاحب کی اگر یہ بات مان لی جائے جیسا کہ وہابی باور کراتے ہیں تو پھر ان کی کتابوں میں تو یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ نبی پاک کے بعد غیر تشریعی نبی آسکتا ہے صاحب شریعت نبی نہیں آسکتا تو پھر مرزائی حضرات بھی یہی کہتے ہیں کہ مرزا صاحب غیر تشریعی نبی ہیں تو کیا پھر دیوبندی حضرات اس کی نبوت کو قبول کرنے کا اعلان کریں گے؟

دیوبندی حضرات کی خدمت میں اسی ضمن میں ہم ایک اور حوالہ پیش کرتے ہیں ان

کردہ معنی تو معتبر نہ ہوں اور مرزائی صاحبان کے بیان کردہ اُلٹے سیدھے معنیٰ معتبر ہوجائیں۔ (ختم نبوۃ صفحہ 50)

نوٹ: ہمیں خواہ مخواہ کسی کو کافر بنانے کا شوق نہیں ہے لیکن اگر کوئی خود کافر بن جائے اور قرآن واحادیث کی تصریحات سے اس کا کفر ثابت ہوجائے تو اس کو مسلمان سمجھ کر ہمیں کافر بننے کا شوق بھی نہیں ہے۔

مولوی عبدالقدوس ترمذی نے اپنے والد کی زندگی کے حالات کے بارے میں کتاب لکھی ہے ''حیات ترمذی'' اس میں وہ لکھتا ہے کہ مولوی عبدالحی لکھنوی نے جو اثر ابن عباس کے بارے میں تحقیق کی ہے وہ احریٰ للقبول ہے لیکن اسی کتاب میں خود لکھتا ہے کہ مفتی شفیع دیوبندی سے کسی نے پوچھا کہ مولوی عبدالحی صاحب نے لکھا ہے کہ امام کے پیچھے سری نمازوں میں قراءت کرنا جائز ہے؟ تو مفتی شفیع نے جواب میں کہا کہ مولوی عبدالحی صاحب کون ہیں؟ کہاں رہتے ہیں؟ تو مولوی عبدالقدوس ترمذی نے دونوں واقعات نقل کر دیئے ہیں تو اب سوال یہ ہے کہ اثر عباس جس کو جمہور علماءؒ شاذ اور معلل قرار دیتے ہیں جیسا کہ عمدۃ القاری، فتح الباری، الحاوی للفتاوی، البدایہ والنہایہ، البحر المحیط، روح البیان، شعب الایمان، موضوعات کبیر، فتاوی حدیثیہ اور المقاصد الحسنۃ وغیرہ کتب میں اس کی تصریح موجود ہے۔ اس کے بارے میں تو عبدالحی لکھنوی صاحب کی رائے احریٰ للقبول ہو اور فاتحہ خلف الامام جو فروعی اور اجتہادی مسئلہ ہے اور صحابہ کرام کے دور سے آج تک اختلافی آرہا ہے۔ مثلاً (حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبادہ بن صامت، محمود بن ربیع، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہم وغیرہ قراءت خلف الامام کے قائل ہیں) تو اس میں ان کی رائے کی کوئی وقعت نہ ہو تو آخر اس تفریق کی کیا وجہ ہے؟ اور کیا مولوی عبدالحی صاحب کی ایک شاذ اور متفرد

رائے میں وقعت ہے کہ اس کی وجہ سے احادیث صحیحہ، متواترہ، مشہورہ اور چونسٹھ صحابہ کرام کی تفسیر اور تمام مفسرین ومحدثین کی اس تفسیر کو جو انہوں نے خاتم النبیین کی کی ہے اس کے بارے میں کہا جائے کہ بوجہ کم التفاتی ان کا ذہن اس آیت کے صحیح مفہوم تک نہیں پہنچا۔ کتنی عجیب بات ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرمائے:

ان علینا جمعه و قرآنه ثم ان علینا بیانه.

اور جن کے بارے میں ارشاد باری ہو:

یعلمهم الکتاب والحکة .

اور جن کے بارے میں ابراہیم علیہ السلام جیسے رسول دعا کریں اے اللہ ان میں ایک ایسا رسول بھیج جو ان کو قرآن وحکمت کی تعلیم دے۔

(کما قال اللّٰه تعالیٰ حکایة عن ابراهیم علیه السلام) ربنا وابعث فیهم رسولا منهم یتلوا علیهم ایتک و یعلمهم الکتاب و الحکمة.

ان کو آیت کے صحیح معنی تک رسائی نہ ہو اور نانوتوی صاحب کو ہو جائے۔ لہٰذا دیوبندی حضرات کو چاہیے کہ مولوی عبدالحی کے دامن میں پناہ لینے کے بجائے نانوتوی کے اس جدید گھڑے ہوئے معنی کا ثبوت پیش کریں یا اس پر جو شرعی حکم ہے وہ لگائیں۔

پھر اگر عبدالحی صاحب کی اگر یہ بات مان لی جائے جیسا کہ وہابی باور کراتے ہیں تو پھر ان کی کتابوں میں تو یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ نبی پاک کے بعد غیر تشریعی نبی آسکتا ہے صاحب شریعت نبی نہیں آسکتا تو پھر مرزائی حضرات بھی یہی کہتے ہیں کہ مرزا صاحب غیر تشریعی نبی ہیں تو کیا پھر دیوبندی حضرات اس کی نبوت کو قبول کرنے کا اعلان کریں گے؟

دیوبندی حضرات کی خدمت میں اسی ضمن میں ہم ایک اور حوالہ پیش کرتے ہیں ان

کے مایہ ناز عالم ادریس کاندھلوی اپنی کتاب مسک الختام کے صفحہ نمبر 9 پر فرماتے ہیں۔آیت کی سب سے زیادہ مستند اور معتبر تفسیر وہی ہوگی جو آنحضرت ﷺ سے مروی ہوگی۔یہ کیسے ممکن ہے کہ جن پر آیت کا نزول ہو وہ تو آیت کے معنی نہ سمجھے اور قادیان کا ایک بہتان طراز کہ جو بدعقل اور بدفہم ہونے کے علاوہ عربی زبان سے بھی کما حقہ واقف نہ ہو وہ آیت کا مطلب سمجھ جائے۔

یہی بات ہم عرض کرتے ہیں کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ جن پر آیت کا نزول ہو وہ تو آیت کا معنی نہ سمجھے اور نانوتہ کا ایک کودک نادان آیت کا معنی سمجھنے کا دعویٰ کرے۔

اور آیت سے ختم نبوت زمانی مراد ہونے پر جو اس کا ظاہری اور حقیقی معنی ہے انور شاہ کشمیری کی یہ عبارت واضح دلیل ہے کہ وہ اپنے رسالہ خاتم النبیین کے صفحہ نمبر 64 پر لکھتے ہیں ہم اختصار کی خاطر صرف اردو ترجمہ پیش کرتے ہیں۔

''ان بدنصیب اور محروم القسمت لوگوں کے حال سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگر حق تعالیٰ شانہ کی قسم کھا کر فرمائیں کہ خاتم النبیین سے میری مراد یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں بھیجوں گا تو یہ بدنصیب جواب میں کہیں گے کہ ہاں ہاں لفظ تو درست ہے مگر آپ کی مراد یہ ہے کہ یہ سلسلہ نبوت فلاں طریقے سے آپ جاری رکھیں گی۔

نوٹ :انور شاہ کشمیری کی اس عبارت میں اس امر پر واضح اور قطعی دلالت موجود ہے کہ لفظ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہی ہے اور یہی اس کا ظاہر اور حقیقی معنی ہے۔

اور انور شاہ کشمیری کے رسالے میں اس قسم کی اور بھی عبارات موجود ہیں انھیں عبارات کے مضمون کو ادریس کاندھلوی نے اپنے الفاظ میں اپنے رسالہ مسک الختام میں پیش کیا ہے تو جب ثابت ہوگیا کہ آیت کریمہ کا ظاہری وحقیقی معنی آخری نبی ہی ہے اور ویسے بھی

جب ختم نبوت کا لفظ بولا جائے تو اس سے یہی معنی سمجھا جاتا ہے کہ نبی پاک ﷺ سب سے آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ پر نبوت ختم ہے۔

اب شفا شریف کی عبارت جو ہم نے اس کتاب کے پہلے حصے میں بھی نقل کی ہے کہ پوری امت کا اجماع ہے کہ اس آیت کا یہی حقیقی معنی مراد ہے۔اور بغیر کسی تاویل اور تخصیص کے اس کا یہی مفہوم ہے۔پس جو اس آیت کا کوئی اور معنی کرے اس کے کفر میں کوئی شک نہیں۔اب یہ عبارت قاسم نانوتوی پر منطبق ہو جائے گی۔اور اسی مضمون کی عبارت علامہ آلوسی نے اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرمائی ہے۔

اب اگر کوئی یہ کہے کہ ان آیات میں ختم نبوت ذاتی مراد ہے تو اس کے بارے میں گزارش ہے کہ خود حسین احمد مدنی صاحب نے الشہاب الثاقب میں لکھا ہے کہ آیت کریمہ و خاتم النبیین کی تفسیر میں عام مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ اس آیت سے مراد فقط ختم نبوت زمانی ہے ختم نبوت مرتبی نہیں۔مولانا اس حصر پر انکار فرما رہے ہیں اور خود نانوتوی صاحب بھی کہتے ہیں کہ آیت کی تفسیر ختم نبوت مرتبی کیساتھ میں نے ہی کی ہے پہلوں کا فہم اس مضمون تک نہیں پہنچا۔تو اس سے ثابت ہوگیا کہ امت کا جس معنی پر اجماع ہے اور جس معنی پر بقول علامہ سید محمود آلوسی قرآن مجید اور احادیث مشہورہ ناطق ہیں وہ یہی ختم نبوت زمانی ہے نہ کہ مرتبی۔

ایک اہم اشکال کا جواب:

بعض لوگ نانوتوی کی یہ عبارت پیش کرتے ہیں کہ اگر ختم سے مراد عام لے لیا جائے ذاتی بھی زمانی بھی۔یعنی خاتم ایک جنس ہو اور اس کے لیے کئی انواع ہوں۔یا بطور عموم المجاز اس سے ختم نبوت زمانی بھی مراد ہو۔اس عبارت کو پیش کر کے وہ یہ تاثر دینا چاہتے

ہیں کہ نانوتوی صاحب آیت کریمہ کو ختم نبوت زمانی کے معنی میں بھی لیتے ہیں ۔ تو اس کے بارے میں گزارش یہ ہے کہ ہم پہلے نانوتوی صاحب کی عبارت پیش کر چکے ہیں آیت کریمہ کا معنی آخری نبی کرنے سے حرف لکن زائد ثابت ہوتا ہے۔ مستدرک اور مستدرک منہ میں کوئی تناسب نہیں رہتا۔ سرکار ﷺ کی تعریف ثابت نہیں ہوتی اور اہل کمال کے کمال بیان کئے جاتے ہیں اور ویسے لوگوں کے اس قسم کے حالات۔

اسی طرح اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ خاتم النبیین سے ختم نبوت ذاتی مراد لی جائے تو یہی آپ کے شایان شان ہے نہ کہ زمانی اور اس نے یہ بھی کہا کہ جو میں نے معنی کیا ہے اگر کوئی نہ مانے اور اسی معنی پر اڑا رہے جو پہلے سے لوگوں میں رائج ہے تو یہ چیز قانون محبت نبوی کے خلاف ہے اور اپنی عقل وفہم کی خوبی پر گواہی دینے والے بات ہے۔ (یعنی اپنی کم عقلی پر گواہی دیتی ہے) تو اگر وہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہونا مانتا ہوتا تو اس طرح کے الفاظ کیوں استعمال کرتا۔ ہم اس کی اس قسم کی تمام عبارات کو نقل کر کے پہلے مدلل ومفصل تبصرہ کر چکے ہیں۔ جو چاہے وہ اس بارے میں مزید تفصیلات کے لئے التبشیر بردالتحذیر اور التنویر وغیرہ کا مطالعہ کرے۔

نانوتوی کی، بارگاہ رسالت میں ایک اور گستاخی

نانوتوی صاحب تحذیر الناس میں لکھتے ہیں کہ انبیاء اگر اپنی امت میں ممتاز ہوتے ہیں تو علوم میں ہی ممتاز ہوتے ہیں عمل میں امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ بھی جاتے ہیں

مولوی سرفراز صفدر صاحب نے اس کے جواب میں اسی بات پر زور دیا ہے کہ عبارت میں بظاہر کا لفظ ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا بظاہر بڑھ جاتے ہیں حقیقت میں نہیں بڑھتے۔ اس کی انہوں نے ایک مثال پیش کی ہے کہ کئی لوگوں نے اپنی زندگی میں بیس، پچیس

تیس بلکہ اس سے بھی زیادہ حج کئے ہیں۔ اب بظاہر تو وہ سرکار سے بڑھ گئے کیونکہ سرکار نے صرف ایک بار حج فرمائی۔ اور کئی لوگ ایسے ہیں جنہوں نے دن رات نوافل میں گزار دیئے۔ تو بظاہر تو ان کا عمل سرکار سے زیادہ ہے۔

تو اس کے جواب میں گزارش یہ ہے کہ نانوتوی صاحب نے لفظ ہی استعمال کیا ہے اور یہ لفظ حصر کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ نیز سرفراز صاحب نے جو مثالیں پیش کی ہیں اس میں انہوں نے صرف کمیت کو ملحوظ رکھا ہے حالانکہ عنداللہ اعمال کی مقبولیت کا دارومدار صرف کمیت پر ہی نہیں ہے بلکہ کیفیت پر بھی ہے۔

بخاری مسلم میں حدیث ہے اگر تم میں سے کوئی آدمی احد پہاڑ جتنا سونا خرچ کرے اور میرا صحابی ایک سیر یا آدھ سیر جو خرچ کرے تو تمہارا احد پہاڑ جتنا سونا خرچ کرنا بھی میرے صحابی کے ایک سیر جو خرچ کرنے کو نہیں پہنچ سکتا تو یہاں کیفیت کی وجہ سے صحابی کا عمل غیر صحابی سے ممتاز ہے۔ اسی طرح قرآن مجید میں ہے۔

الذین اتینهم الکتاب من قبله هم به یؤمنون.

اس کے بعد ارشاد فرمایا:

اولئک یوتون اجرهم مرتین.

تو یہاں ان لوگوں کے لئے جو پہلے اہل کتاب تھے پھر مسلمان ہوئے دوہرے اجرے کا اعلان ہے۔ حالانکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دیگر خلفائے ثلاثہ کا مرتبہ حضرت عبداللہ بن سلام وغیرہ سے زیادہ ہے۔ لہذا نانوتوی کی یہ عبارت بارگاہ رسالت میں صریح گستاخی ہے۔

گنگوہی اور انبیٹھوی نے شیطان اور ملک الموت کو علم میں سرکار ﷺ سے بڑھا

دیا اور نانوتوی نے عمل میں امتی کو نبی سے بڑھا دیا۔ اللہ تعالیٰ ایسے گستاخوں اور بے ادبوں سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔

اسماعیل دہلوی کا تمام ایمانیات کو ماننے سے انکار

اسماعیل تقویۃ الایمان میں لکھتا ہے کہ اللہ کو مان اور کسی کو نہ مان۔ حالانکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

ولکن البرمن امن بااللّٰہ والیوم الآخرو الملئکۃ والکتاب و النبیین.

نیکی یہ ہے کہ ایمان لایا جائے اللہ پر اور قیامت اور فرشتوں پر اور کتابوں پر اور انبیاء پر۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

کل امن باللّٰہ وملئکتہ و کتبہ و رسلہ.

ترجمہ: سب لوگ ایمان لائے اللہ پر اور فرشتوں پر اور کتابوں پر اور رسولوں پر۔

اس آیت کریمہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ صرف اللہ پر ایمان لانا کافی نہیں ہے بلکہ فرشتوں پر بھی تمام رسولوں پر بھی اور تمام کتابوں پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ومن یکفر باللّٰہ وملئکتہ و کتبہ و رسلہ والیوم الآخر فقد ضل ضلالا بعیدا.

ترجمہ: جو کفر کرے اللہ کے ساتھ اور فرشتوں کے ساتھ اور رسولوں کے ساتھ اور قیامت کے دن کے ساتھ وہ بہک کر دور جا پڑا۔

تو اس آیت کریمہ سے پتہ چلا کہ مولوی اسماعیل دہلوی کا یہ قول کہ اللہ کو مانو اور کسی کو نہ مانو یہ سراسر گمراہی اور بے دینی پر مبنی ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الذین یکفرون باللّٰہ و رسلہ و یریدون ان یفر قوابین اللّٰہ و رسلہ و یقولون نؤمن ببعض و نکفر ببعض و یریدون ان یتخذ وا بین ذالک سبیلا اولئک هم الکفرون حقا و اعتد نا للکفرین عذابا مهینا.

ترجمہ: جو لوگ منکر ہیں اللہ سے اور اس کے رسولوں سے اور چاہتے ہیں کہ فرق نکالیں اللہ میں اور اس کے رسولوں میں اور کہتے ہیں مانتے ہیں بعضوں کو اور نہیں مانتے بعضوں کو اور چاہتے ہیں کہ نکالیں اس کے بیچ میں اور ایک راہ ایسے لوگ وہی ہیں اصل کافر اور ہم نے تیار کر رکھا ہے کافروں کے واسطے ذلت کا عذاب۔

مولوی شبیر احمد عثمانی اس آیت کے حاشیے میں لکھتے ہیں ''اللہ کا ماننا تب معتبر ہے کہ اپنے زمانہ کے پیغمبروں کی تصدیق کرے اور اس کا حکم مانے بدون تصدیق نبی کے اللہ کا ماننا غلط ہے اس کا اعتبار نہیں بلکہ ایک نبی کی تکذیب اللہ اور تمام رسولوں کی تکذیب سمجھی جاتی ہے یہود نے جب رسول اللہ کی تکذیب کی تو حق تعالیٰ کی اور تمام انبیاء کی تکذیب کرنے والے قرار دیئے گئے اور پکے کافر سمجھے گئے''۔ (تفسیر عثمانی صفحہ 176)

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انا ارسلنک شاهدا و مبشرا و نذیرا لتؤمنوا باللّٰہ و رسولہ.

ترجمہ: ہم نے تجھ کو بھیجا احوال بتانے والا اور خوشی اور ڈر سنانے والا تا کہ تم یقین لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ومن لم یؤمن باللّٰہ و رسولہ فان اعتدنا للکفرین سعیرا.

ترجمہ: جوکوئی نہ ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسول پر تو ہم نے تیار کر رکھی ہے منکروں کے واسطے دہکتی آگ۔

اس آیت کریمہ سے بھی ثابت ہوا کہ جو لوگ نبی پاک ﷺ کی تصدیق نہ کریں ان کے لئے جہنم کی آگ اللہ نے تیار کر رکھی ہے۔

ترجمہ: وہابی لوگ جب مولوی اسماعیل دہلوی کی کفریات کا کوئی جواب نہیں دے سکتے اور ہر طرح عاجز ہو جاتے ہیں تو پھر یہ کہتے ہیں کہ اگر اسماعیل دہلوی گستاخ تھا تو تمہارے اعلیٰ حضرت نے اسے کافر کیوں نہیں کہا۔

اس کے جواب میں ہم یہ گزارش کرتے ہیں کہ رشید احمد گنگوہی فتاوی رشیدیہ میں کہتے ہیں کہ مولانا اسماعیل کو جو کافر سمجھتے ہیں بتاویل کہتے ہیں اگر چہ یہ اُن کی تاویل غلط ہے لہذا ان لوگوں کو کافر کہنا اور اُن کے ساتھ معاملہ کفار جیسا نہ کرنا چاہیئے۔

(فتاویٰ رشیدیہ جلد اول صفحہ 187)

اب وہابی حضرات یہ بتائیں کہ گنگوہی صاحب جو کہہ رہے ہیں کہ مولانا اسماعیل کو جو لوگ کافر کہتے ہیں ان کا یہ کافر کہنا غلط ہے تو اگر اعلیٰ حضرات نے اسماعیل دہلوی کو کافر نہیں کہا تو پھر کون لوگ ہیں جو اسماعیل دہلوی کو کافر کہتے ہیں کیونکہ سرفراز صاحب اسی کتاب عبارات اکابر میں لکھتے ہیں کہ پورے ہندوستان میں صرف خان صاحب کو سرکار ﷺ سے محبت تھی اور کسی کو نہیں تھی؟ تو مولوی سرفراز کا مقصد اس عبارت سے یہ ہے کہ صرف انہوں نے ہی ہماری تردید کی ہے دوسرے علماء نے نہیں کی۔ گویا مولوی سرفراز کہنا یہ چاہتا ہے کہ

ہمارے پیشواؤں پر صرف اعلیٰ حضرت نے ہی کفر کے فتوے لگائے پھر ثابت ہو گیا گنگوہی کی عبارت جو ہم نے پیش کی ہے کہ مولانا اسماعیل کو جو لوگ کافر کہتے ہیں اس سے مراد اعلیٰ حضرت اور ان کے ہمنوا ہیں اور گنگوہی ہی کا اپنے بارے میں یہ ارشاد ہے کہ حق وہی ہے جو میری زبان سے نکلتا ہے میں کچھ نہیں مگر نجات موقوف ہے میری اتباع پر۔

لہذا دیوبندیوں کو چاہیے کہ گنگوہی کے اس قول پر عمل کریں اور اسماعیل کی کفریات کا کوئی ٹھوس جواب قرآن وسنت کی روشنی میں دیں اور لغو جوابات دینے سے پرہیز کریں۔

نیز یہ امر بھی قابل غور ہے کہ خود دیوبندی مولویوں نے مولوی اسماعیل دہلوی کو کافر قرار دیا چنانچہ مولوی اسماعیل دہلوی کی عبارت جو اس نے الیضاح الحق میں لکھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو زمان اور مکان سے منزہ جاننا اور ترکیب عقلی سے منزہ جاننا اور اللہ تعالیٰ کا دیدار بغیر کیف اور جہت کے ثابت کرنا یہ سب بدعت ہے۔ صفحہ 35

تو مولوی اسماعیل کی یہ عبارت نقل کر کے گنگوہی سے پوچھا گیا کہ مذکورہ عقیدہ رکھنے والے شخص کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟۔

علمائے دیوبند کا اسماعیل دہلوی پر فتوی کفر

رشید احمد گنگوہی نے جواب میں لکھا کہ یہ شخص عقائد اہل سنت سے جاہل اور بے بہرہ ہے۔

تھانوی صاحب کا فتوی:

تھانوی نے جواب کی تصدیق کرتے ہوئے کہا: الجواب صحیح۔

عزیز الرحمٰن مفتی دیو بند کا فتویٰ:

مفتی عزیز الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں الغرض حق تعالیٰ کو زمان اور مکان سے اور ترکیب عقلی سے منزہ جاننا عقیدہ اہل حق اور اہل ایمان کا ہے۔اس کا انکار الحاد اور زندقہ ہے۔اور دیدار حق تعالیٰ جو آخرت میں ہوگا مومنین کو بے کیف اور بے جہت ہوگا۔مخالف اس عقیدے کا بیدین اور ملحد ہے۔

اس فتویٰ پر تمام دیو بندی اکابر کی تصدیقات موجود ہیں۔مولوی محمود مدرس اول مدرسہ دیو بند نے لکھا ''الجواب صحیح ''۔محمود الحسن شیخ الہند دیو بند نے لکھا ''الجواب صحیح ''مولانا عبد الحق نے جواب میں لکھا صحیح۔(فتاویٰ رشیدیہ جلد اول صفحہ 62)

تو اب مولوی سرفراز صاحب کو چاہیے کہ اکابر دیو بند نے اسماعیل دہلوی کی اس عبارت پر جو فتوے لگائے ہیں اور اس کو جو ملحد اور زندیق لکھا ہے تو ان تمام فتوؤں پر عمل کریں اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں دریدہ دہنی سے کام نہ لیں اور اپنی زبان کو لگام دیں

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کا شیطان کو نبی پاک سے عالم ماننا

مولوی خلیل احمد براہین قاطعہ میں لکھتے ہیں کہ ''شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم علیہ السلام کے لئے ثابت کرنا شرک نہیں تو ایمان کا کون سا حصہ ہے۔شیطان اور ملک الموت کے لئے یہ وسعت تو نص سے ثابت ہے۔فخر عالم کے لئے کونسی نص موجود ہے۔جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک کو ثابت کرتا ہے''۔صفحہ 51

براہین قاطعہ کی عبارت کا پس منظر:

مولانا عبد السمیع صاحب نے انوار ساطعہ میں لکھا تھا کہ جب روایات سے ثابت

ہے کہ پوری زمین ملک الموت کے سامنے پیالے کی طرح ہے اور شامی میں لکھا ہوا ہے کہ شیطان بنی آدم کے ساتھ رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو یہ قدرت دی ہے کہ بنی آدم کے اعمال کو دیکھتا ہے۔جس طرح اس نے ملک الموت کو قدرت عطا کی ہے۔تو مولانا عبد السمیع صاحب نے اس کو دلیل بناتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جب شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت علم حاصل ہے حالانکہ وہ بھی مخلوق ہیں تو پھر نبی پاک علیہ السلام کے لئے اگر پوری روئے زمین کا علم تسلیم کرلیا جائے اور مجلس مولود میں سرکار ﷺ کی آمد کو ممکن سمجھا جائے اس میں کیا حرج ہے؟ کیونکہ جب خدا تعالیٰ شیطان اور ملک الموت کو روئے زمین کا علم عطا کر سکتا ہے تو پھر سرکار علیہ السلام جو سید المحبوبین ہیں ان کو بھی روئے زمین کا علم عطا فرما سکتا ہے تو اس عبارت کے جواب میں خلیل احمد نے یہ لکھا کہ شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر محض قیاسات فاسدہ سے نصوص قطعیہ کے خلاف نبی پاک کے لئے عطائی علم ثابت کرنا یہ شرک ہے۔شیطان اور ملک الموت کے علم کے لئے تو نصوص قطعہ موجود ہیں نبی پاک علیہ السلام کے علم کے لئے کوئی نص قطعی نہیں۔

اکابر اہل سنت نے کئی مرتبہ دیو بندی علماء سے مطالبہ کیا ہے کہ تم وہ نصوص قطعیہ پیش کرو جن میں شیطان اور ملک الموت کے لئے محیط زمین کا علم ثابت کیا گیا ہو۔اس کے جواب میں وہابی کہتے ہیں کہ نصوص قطعیہ وہ ہیں جو مولوی عبد السمیع صاحب نے پیش کی ہیں۔حالانکہ انہوں نے تو شامی کی عبارت اور چند تابعین کے اقوال پیش کئے تھے۔تو چونکہ ان کو شیطان سے خوش عقیدگی ہے اس لئے انھوں نے شامی کی اس عبارت کو نصوص قطعیہ سمجھ لیا۔چنانچہ خلیل احمد لکھتا ہے کہ شیطان کو جو وسعت علم دی اس کا حال مشاہدہ اور نصوص قطعیہ سے معلوم ہوا۔تو شیطان کے لئے تو اتنے علم کا ثبوت نصوص قطعیہ سے مان رہے ہیں